وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما
واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل
رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا

اسعاد العباد بحقوق الوالدین والاولاد

المعروف بہ

حقوق الوالدین

من تصانیف

السید الامام العلامۃ الملک المؤید من اللہ تعالیٰ ابی الطیب النواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ تعالیٰ

طبع فی بلدۃ آگرہ سنہ ۱۳۰۵ھ

اسمیں والدین کے حق جو اولاد پر اور اولاد کے حق ماں باپ پر جو ہیں واضح طور پر ثابت کئے گئے ہیں

اب دوبارہ اس کو

عبد العظیم و عطاء الرحمن صاحبان نے طبع کرایا

اور

اسٹار پریس دھلی میں چھپا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْاَحَدِ الْوَاحِدِ الْفَرْدِ الصَّمَدِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ - وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ رُسُلِهٖ وَسَیِّدِ اَنْبِیَائِهٖ مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ کُلِّ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ الْبَارِّیْنَ کَابِرًا عَنْ کَابِرٍ وَّاَبًا عَنْ جَدٍّ اَمَّا بَعْدُ - یہ ایک تحریر مختصر ہے بیان میں حقوق والدین واولاد کے بیچ اس کو ایک اہل بیت کی فرمایش سے لکھا ہے اور اس کا نام اِسْعَادُ الْعِبَادِ بِحُقُوْقِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَوْلَادِ رکھا ہے وَبِاللّٰهِ الْاِسْتِعَانَةُ وَبِیَدِهٖ تَادِیَةُ الْاَمَانَةِ -

مقدمہ بیان میں قسمت حقوق کے

ہر مسلمان ایماندار پر دو طرح کے حقوق شرعًا ثابت ہیں ایک اللہ تعالیٰ کے حقوق دوسرے بندوں کے حقوق سو ان دونوں قسم کے حقوق کا ادا کرنا واجب ہے ہر حق کے ترک ہونے پر قیامت کے دن مواخذہ ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کا مطالبہ علیحدہ کریگا اور بندوں کے حقوق کا مطالبہ علیحدہ، اللہ کے حقوق وہی ہیں جو اس نے اپنے انبیاء و رسل کی زبان پر عبادات و طاعات فرض و واجب کئے ہیں اور انکے ترک پر عقاب و عذاب کی وعید فرمائی ہے اسمیں ہر پنج بنیاد اسلام وغیرہا داخل ہیں رہے حقوق عباد کے سو وہ بہت ہیں جیسے حق نبی و اہل بیت و صحابہ و ائمہ وغیرہم لیکن اس جگہ ان سب حقوق سے بحث نہیں ہے فقط بیان کرنا حقوق اصول و فروع یعنی والدین و اولاد کا مقصود ہے بقیہ حقوق عباد کا بیان اگر اللہ نے چاہا تو دوسری تحریر میں ضبط کیا جائیگا اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اپنے حقوق کے بیچ مسامحت بھی فرمائیگا اس لیے کہ اسکی رحمت غضب پر سابق ہے مگر حقوق عباد کی معافی جب ہی ہوگی کہ صاحب حق معاف کرے ولہذا بڑا خوف انہیں حقوق کے ترک کرنے میں ہے مومن کامل وہی ہوتا ہے جو ہر حقدار کا حق پورا پورا ادا کرتا ہے ماں باپ ہوں یا جورو بچے جسنے اس جگہ اپنے مظلمہ کی معافی کرالی وہ اچھا رہا سستا چھوٹا اور جسپر کسی حقدار کا حق رہگیا وہ بلا میں پڑا ولہذا حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے مَنْ کَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِیْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْهُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ کَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ تَکُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَیْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ جس کسی کا کوئی مظلمہ اس کے بھائی کے پاس ہو آبرو یا کسی اور شے کا تو وہ آج اس سے معاف کرالے قبل اسکے کہ نہ دینار ہو نہ درہم اگر اس کا عمل صالح ہوا تو بقدر مظلمہ کے لیلیا جائیگا اور اگر اس کے حسنات نہوئے تو اسکے بھائی کے سیئات لیکر اسپر لادے جائینگے دوسرا لفظ اسکا رفعًا یہ ہے کہ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَهْلِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی قیامت کے دن حقداروں کے حقوق دلائے جائینگے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کا بدلا سینگ والی سے لیا جائیگا معلوم ہوا کہ حق ایک ایسی چیز ہے کہ حیوان کو بھی اس سے نجات نہ ملیگی حالانکہ وہ بے شعور محض تھا پھر انسان کا کیا ذکر ہے جو کہ عقل و شعور رکھتا ہے تیسرا لفظ یہ ہے اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوةٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا

فَيُعْطِي هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ اَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے کہا مفلس ہم میں وہ شخص ہے جسکے پاس نہ روپیہ ہے نہ کچھ سامان فرمایا مفلس میری اُمت میں وہ شخص ہے جو آئیگا دن قیامت کو نماز روزہ زکوٰۃ لیکر اور اُسنے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسیکو تہمت زنا کی لگائی ہوگی اور کسی کا مال خورد برد کر لیا ہوگا اور کسی کا خون کیا ہوگا اور کسیکو مارا پیٹا ہوگا پھر اسکو اسکے حسنات دینگے اسی طرح دوسرے کو اس کی نیکیاں دیجائینگی اگر وہ حسنات قبل حکم اخیر کے فنا ہو جائینگے تو اُنکی خطائیں لیکر اُس شخص پر ڈالدیجائینگی پھر اسکو آتش جہنم میں پھینکدینگے

اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ حقوق عباد کا مواخذہ بہت سخت ہوگا کوئی یہ سمجھے کہ نماز روزہ و زکوٰۃ بجالانے سے مطالبہ حقوق عباد کا نہوگا تو یہ اُسکی غلط فہمی ہے بلکہ عوض حقوق و مظالم مذکور کے سارے حسنات اس کے مظلوم کو دیئے جائینگے یہ تہیدست رہجائیگا اور اگر حسنات باقی نرہے تو مظلومین و اہل حقوق کے سیئات اس کے گلے باندھکر اس کو دوزخ میں ڈالدینگے اسمیں اشعار ہے طرف اس کے کہ حقوق عباد میں نہ عفو ہوگا نہ شفاعت ہوگی یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ خصم کو راضی کردے و لہذا احادیث ابوامامہ میں فرمایا ہے مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ اَذْهَبَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَا غَيْرِهِ رَوَاهُ اِبْنُ مَاجَةَ یعنی سب سے بدتر درجہ میں دن قیامت کے وہ بندہ ہوگا جسنے اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کے پیچھے برباد کردی حدیث سابق میں تینوں طرح کے حقوق کا ذکر فرمایا تھا جان مال آبرو اسلیئے کہ ان ہر سہ امر کا ایک ہی حکم ہے جیسے کسی کو جان سے مار ڈالنا ہے ویسا ہی اُس کا مال چھین لینا ہے خواہ غصب سے لیا ہو یا چوری سے یا فریب سے یا کسی اور طرح پر ایسا ہی اُسکی آبرو کا لینا ہے اور اس حدیث میں اجمالاً یہ فرمایا ہے کہ اضاعت حقوق میں غیر کی دنیا کے لیئے اپنی آخرت کا ضائع کرنا ہے عائشہ کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلٰثَةٌ دِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِيْوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَاِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ دیوان یعنی صحیفہ اعمال تین طرح پر ہیں ایک وہ ہے جسکو ہرگز اللہ نہ بخشیگا وہ شرک باللہ ہے اللہ نے کہا ہے کہ اللہ شرک کو نہ بخشیگا اور جو گناہ شرک کے سوا اس کے ہے وہ جسکو چاہیگا بخشدیگا دوسرا دیوان وہ ہے کہ جسکو اللہ ہرگز نہ چھوڑیگا وہ ظلم ہے بندوں کا آپس میں یہاں تک کہ بعض کا قصاص بعض سے کریگا تیسرا دیوان وہ ہے جسکی اللہ کچھ پروا نہیں کرتا ہے وہ ظلم ہے بندوں کا درمیان اپنے اور اللہ کے اس کا اختیار اللہ کو ہے چاہے عذاب کرے چاہے درگذر فرمائے یہ حدیث دلیل صریح ہے اس بات پر کہ حقوق اللہ معاف ہوسکتے ہیں مگر حقوق عباد معاف نہونگے اُن کا بدلا ظالم کو ضرور ملیگا سو اکثر لوگ اللہ کے حقوق تو کم ضائع کرتے ہیں یعنی نماز روزہ زکوٰۃ حج بجالاتے ہیں لیکن حقوق عباد کی کچھ پروا نہیں کرتے حالانکہ بڑے خوف کا مقام یہی حق العبد ہے پس جب ان حقوق عباد کے ضائع ہونے سے حقوق خدا بھی کچھ نفع بخش نہیں ہوتی اس لیئے کہ عوض حقوق کے وہ حسنات مظلوم کو ملجائینگے یہ مفلس بنجائیگا جب بالکل بے حسنات ہوگیا تو اب سوائے جہنم کے کہیں ٹھکانا اس کا باقی نرہا یہ حقوق انہیں تین چیزوں سے

متعلق ہیں جان و مال آبرو سو بہ نسبت جان کے مظلوم مال بہت زیادہ واقع ہوا کرتا ہے دنیا سے امانت اٹھ گئی خیانت رہ گئی مال جس طرح سے ہاتھ آتا ہو حرام خالص ہو یا مشتبہ اسکے لینے میں کسیکو کچھ دریغ نہیں ہوتا بلکہ تحصیل مال کے لیئے ہزاروں مکر وحیلہ وفریب کرتے ہیں اور اسکو عقلمندی اور جسکا مال کہا جاتے ہیں اسکو بیوقوف سمجھتے ہیں لیکن قیامت میں یہی ظالم احمق ٹھیریگا اور مظلوم اپنا حق لیکر عقلمند ہو جائیگا اس میں کچھ شک نہیں ہو پھر جو شخص قتل و اخذ مال باطل سے بچ جاتا ہے تو وہ آبروریزی سے کسی طرح محفوظ نہیں رہتا ضرور ہی کسی کو مارتا ہے کسیکو گالی دیتا ہو کسی پر تہمت لگاتا ہے کسی پر افترا باندھتا ہو تو ایسا شخص اور قاتل اور حرامخوار گناہ میں برابر ہے اور جزا میں یکساں کیونکہ اللہ نے ان تینوں امر کا ایک حکم رکھا ہو بلا تفاوت اور یہ ہر سہ امر حق ہونے میں مساوی یکدیگر ہیں اور اللہ کسی کا حق ہرگز ضائع نہ کریگا حدیث علی مرتضیٰ رض میں فرمایا ہو اِیَّاکَ وَدَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَا یَسْأَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی حَقَّہٗ وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّہٗ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ یعنی بچ تو دعای مظلوم سے کیونکہ اللہ اپنے حق کا تو فقط سوال ہی کرے گا پھر چاہے پکڑے یا چھوڑ دے مگر حقدار کو اس کے حق سے منع نہ کرے گا اس کا حق ظالم سے ضرور ہی دلوائیگا لہٰذا حدیث ابن عمر میں رفعاً آیا ہے اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی ظلم دن قیامت کے اندھیرا ہوگا ابو موسیٰ کا لفظ رفعاً یہ ہی اِنَّ اللّٰہَ لَیُمْلِیْ لِلظَّالِمِ حَتّٰی اِذَا اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی اللہ ظالم کو مہلت و تاخیر دیتا ہے یہاں تک کہ جب اسکو پکڑ لیتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا یعنی دنیا میں بھی اسپر بلا آتی ہے آخرت تو ہمگی رہی سے

آتش سوزان نکند با سپند		آنچہ کند دود دل دردمند

کتاب وسنت ذم ظلم واضاعت حقوق عباد سے لبریز ہیں یہ گناہ جسقدر سخت و درشت ہے اور جس قدر انجام اس کا بُرا ہے اتنا ہی یہ نظر خلق میں سہل و آسان ہو گیا ہے اس زمانہ میں ایسے لوگ کہ حقوق عباد علی الاطلاق ادا کریں خصوصاً حقوق والدین یا ازواج یا اولاد یا قرابت یا حقوق اسلام کمیاب بلکہ نایاب ہو گئے ہیں دنیا تمام کے مسلمانوں سے بھری ہوئی ہے لیکن کام کے مسلمان لاکھ میں ہزار اور ہزار میں سو اور سو میں دس بھی میسر نہیں آتے اِنَّا لِلّٰہِ

فصل بیان میں آیات حقوق والدین کے

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ جب لیا ہمنے اقرار بنی اسرائیل کا کہ بندگی نکرو مگر اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک اور قرابت والے سے اور یتیموں اور محتاجوں سے اور کہو لوگوں سے نیک بات اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ

ف آیت دلیل ہے اس بات پر کہ یہ احکام انبیاء سابق و امت گزشتہ پر بھی فرض تھے اللہ نے احسان کرنیکو ساتھ والدین کے ہمراہ اپنی عبادت نماز و زکوٰۃ کے ذکر کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ احسان کرنا واجب ہے

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ بندگی کرو اللہ کی اور ملاؤمت اس کے ساتھ کسیکو اور ماں باپ سے نیکی اور قرابت والے سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور ہمسایۂ قریب سے اور ہمسایۂ اجنبی سے اور برابر کے رفیق سے اور مسافر سے اور اپنے ہاتھ کے مال سے **ف** موضح القرآن میں فرمایا ہے یعنی اول اللہ کا حق ادا کرو پھر ماں باپ کا پھر ان سبکا درجہ بدرجہ قریب کا حق زیادہ ہے ہمسایۂ اجنبی کا اس سے پیچھے برابر کا رفیق جو ایک کام میں ساتھ شریک ہو جیسے ایک استاد کے دو شاگرد یا ایک خاوند کے دو نوکر پھر فرمایا کہ اسکے حق ادا کرنیوالا نہیں ہے جسکے مزاج میں تکبر و خودپسندی ہے کہ کسیکو اپنے برابر نہیں سمجھتا انتہے میں کہتا ہوں یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ بعد اللہ کے حق کے سب سے مقدم حق ماں باپ کا ہے جسنے انکے حق کو ادا نکیا وہ کسیکے حق کو ادا نکریگا رحم۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا تو کہہ تمہیں سنادوں وہ جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب نے کہ شریک نکرو اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ سے نیکی **ف** اس جگہ احسان والدین کو ہمراہ عدم شرک کے ذکر کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح شرک فی العبادۃ کرنا حرام ہے اسی طرح احسان کرنا ساتھ والدین کے فرض ہے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ اے رب ہمارے بخش مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو جسدن کھڑا ہو حساب **ف** یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی اس سے معلوم ہوا کہ دعائے مغفرت کرنا واسطے ماں باپ کے سنت انبیاء علیہم السلام ہے یہ دعا قبل اس کے تھی کہ انکو اپنے باپ کا کافر ہونا معلوم ہو جب معلوم ہوا کہ وہ مشرک ہے تو بحکم خدا دعا کرنے سے روک دیئے گئے ایک حق ماں باپ کا اولاد پر یہ بھی ہے کہ انکے لیئے دعا بخشش کی کرتا رہے یہ دعا مقدم ہے دعائے دیگر مومنین پر حدیث میں آیا ہے او ولد صالح یدعو له ہ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا اور حکم دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اس کے سوا اور ماں باپ سے بھلائی کرو کبھی پہنچ جاوے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک یا دونوں تو نہ کہہ انکو ہوں اور نہ جھڑک انکو اور کہہ انکو بات ادب کی اور جھکا انکے آگے کندھے عاجزی کر کر مہربانی سے اور کہہ اے رب انپر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھکو چھوٹا سا **ف** اس جگہ بھی اللہ نے ذکر احسان و ادب والدین کا بعد اپنی عبادت کے کیا ہے اسی طرح ہر جگہ انکے حق کو بعد اپنے حق کے جملہ حقوق خلق پر مقدم فرمایا ہے یہ دلیل ہے کمال اختصار و اہتمام پر ساتھ حقوق ماں باپ کے پھر یہاں تک ادب سکھایا کہ والدین کے روبرو اف بھی نکرے اور انسے ساتھ کلام سخت کے پیش نہ آئے بلکہ نرم بات کرے اور عاجزانہ اور خاکسارانہ برتاؤ رکھے اور انکے لیئے داعی رہے اور اس حکم کو بطور ایجاب کے فرمایا اب جو کوئی خلاف اس حکم کے انکے ساتھ برتاؤ کریگا وہ اللہ کا نافرمان ہوگا اور ماں باپ کا عاق اور اللہ جس طرح کہ اپنی ترک عبادت پر اس سے بازپرس فرمائے گا

اسی طرح ترک احسان و بے ادبی والدین پر بھی مواخذہ کرے گا فتح البیان میں بیچ اس آیت کے کہا ہے کہ مراد لفظ قضی سے یہ ہے کہ اللہ نے امر جزم و حکم قطع و حتم مبرم کیا ہے ابن عباس نے بجائے قضی و وصی پڑھا ہے قضی اس جگہ بمعنی اوجب ہے احسان مراد اس جگہ بر ہے اسکو قرین عبادت واسطے اعلان تاکید حق کے کیا ہے اکہ بر عنایت بحال والدین ثابت ہو اسیطرح دوسری آیت میں اپنے شکر کو ساتھ شکر والدین کے ملایا ہے پھر حالت کبر کو بالتخصیص ذکر کیا ہے اس لیے کہ والدین اس حالت میں طرف والدین کے زیادہ تر حاجتمند ہوتے ہیں پھر فرمایا کہ کسی حالت اجتماع و انفراد میں سامنے انکے دم نہ مارے حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے مرفوعا کہا ہے لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ شَيْئًا مِنَ الْعُقُوقِ اَدْنٰى مِنْ اُفٍّ لَحَرَّمَهُ اصمعی نے کہا اِسْتَعْمَلُوْهُ فِي كُلِّ مَا يَتَاَذَّوْنَ بِهِ ابن اعرابی نے کہا الاُفُّ الضَّجَرُ قتیبی نے کہا ذَكَرَهُ عِنْدَ كُلِّ مَكْرُوْهٍ يَصِلُ اِلَيْهِمْ شوکانی نے کہا ہے وَهِيَ كِنَايَةٌ عَنْ سَائِرِ مَا يُؤْذِيْهِمْ بِنَحْوِ الْخِطَابِ اَوْ بِنَحْوِهٖ كَمَا هُوَ مُقَرَّرٌ فِي الْاُصُوْلِ انتہی لفظہ نہر بمعنی زجر و غلظت ہے قول کریم سے مراد کلام نرم و لطیف جمیل سہل ہمراہ تادب و حیاء و احتشام کے ہے محمد بن زبیر نے کہا یعنی جب والدین پکاریں تو لبیک سعدیک کہے جس نے کہا یا اُمَّاهَا یا اَبَتَاهُ کہے نام و کنیت سے نہ پکارے خفض جناح سے مراد خضوع و تذلل ہے جس طرح کہ غلام سامنے اپنے مالک تندخو کے خاکساری کرتا ہے پھر فرمایا کہ انکے لیے دعا کرے یعنی رات دن میں پانچ بار ہی ہو شوکانی رحمہ فرماتے ہیں وَلَقَدْ بَالَغَ سُبْحَانَهُ فِي التَّوْصِيَةِ بِالْوَالِدَيْنِ مُبَالَغَةً تَقْشَعِرُّ بِهَا جُلُوْدُ اَهْلِ الْعُقُوْقِ وَتَقِفُ عِنْدَهَا شُعُوْرُهُمْ حَيْثُ افْتَتَحَهَا بِالْاَمْرِ بِتَوْحِيْدِهٖ وَعِبَادَتِهٖ ثُمَّ شَفَعَهَا بِالْاِحْسَانِ اِلَى الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ ضَيَّقَ الْاَمْرَ فِي مُرَاعَاتِهِمَا حَتّٰى لَمْ يُرَخِّصْ فِي اَدْنٰى كَلِمَةٍ تَنْفَلِتُ مِنَ الْمُتَضَجِّرِ مَعَ مُوْجِبَاتِ الضَّجَرِ وَمَعَ اَحْوَالٍ لَا يَكَادُ الْاِنْسَانُ يَصْبِرُ الْاِنْسَانُ مَعَهَا وَاَنْ يَذِلَّ وَيَخْضَعَ لَهُمَا ثُمَّ خَتَمَهَا بِالْاَمْرِ بِالدُّعَاءِ لَهُمَا وَالتَّرَحُّمِ عَلَيْهِمَا وَهٰذِهٖ خَمْسَةُ اَشْيَاءَ يُكَلَّفُ الْاِنْسَانُ بِهَا فِي حَقِّ الْوَالِدَيْنِ وَقَدْ وَرَدَ فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ ثَابِتَةٌ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا وَهِيَ مَعْرُوْفَةٌ فِي كُتُبِ الْحَدِيْثِ انتہی ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں بیچ آیت باب کے لکھا ہے کہ قضا بمعنی امر و وصیت کے ہے اف سے مراد یہ ہے کہ انکو کوئی بری بات نہ سنائے یہاں تک کہ تافیف بھی نہ کرے کہ یہ ادنی مراتب قول سئ ہے اور نہر سے مراد یہ ہے کہ تجھ سے کوئی فعل قبیح انکے حق میں صادر نہ ہو بلکہ قول حسن و فعل حسن عمل میں آئے مراد قول کریم سے لین طیب حسن ہے ساتھ تادب و توقیر و تعظیم کے مراد خفض جناح سے تواضع ہے فعل میں اور مراد دعا ی رحمت سے دعا کرنا ہے انکے کبر میں اور بعد موت کے حدیث مقدام بن معدیکرب میں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاٰبَائِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِالْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ یعنے ایک بار باپ کا ذکر کیا اور تین بار ماں کا بریدہ نے کہا ایک مرد اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے طواف کرتا تھا حضرت سے اس نے پوچھا هَلْ اَدَّيْتُ حَقَّهَا فرمایا لَا وَلَا بِزَفْرَةٍ وَاحِدَةٍ اَوْ كَمَا قَالَ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا یعنی تعقیلہ کر دیا انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلے رہنا

اور اگر وہ تجھسے زور کریں کہ تو شریک پکڑے میرا جسکی تجھکو خبر نہیں تو نہ مان کہنا اُنکا **ف** اس آیت میں احسان کرنے کو
ساتھ ماں باپکے اپنی وصیت ٹہیرایا ہے اس سے کمال درجہ کی تاکید دربارۂ احسان والدین ثابت ہوتی ہی احسان میں
جملہ انواع ووجوہ نیکی کرنیکے داخل ہیں ازانجملہ ایک اطاعت والدین ہے جملہ اُمور دینی و دنیادی میں خواہ واجبات ہوں
یا مستحبات یا مباحات سوا شرک کے کہ اگر ماں باپ ایسے امر کا حکم دیں جسمیں خدا کے ساتھ کسیکو شریک کرنا پڑتا ہو تو اس کام
میں اُنکی اطاعت اولاد پر واجب نہیں ہی سوا شرک باللہ کے سب اموریں اُنکی اطاعت بعد عبادت خدا کے مقدم ہوتی
ہے یہ فضیلت خاص اللہ نے واسطے ماں باپ کے مقرر رکہی ہی کوئی دوسرا حق والا اس مرتبہ میں شریک والدین کا نہیں ہی
۷ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ
إِلَيَّ الْمَصِيرُ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا
مَعْرُوفًا ہمنے تقید کیا انسان کو اسکے ماں باپکے واسطے پیٹ میں رکہا اُسکو اُسکی ماں نے تہک تہک کر اور دودھ چھوڑنا
ہی اسکا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجہی تک آنا ہی اور ساتھ دے اُنکا دنیا میں دستور سے
ف موضح القرآن میں کہا ہی اللہ نے شرک سے پیچھے اور سب نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمایا کہ بعد اللہ کے
حق کے ماں باپ کا حق ہے انتہی اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہمکو ماں باپکے ساتھ احسان کرنا اور اُنکے حکم کی بجاآوری
کرنا اور اُنکے حق کا نگاہ رکہنا اللہ تعالیٰ کی وصیت ہی پہر خاص کر ماں کے حق کو اس لیئے ذکر کیا کہ اُسکی تکلیف نسبت
باپکے بابت حمل وفصال بہت زیادہ ہوتی ہے سو جسکی تکالیف زیادہ ہی اُسکا حق بھی زیادہ ہے پہر بعد اپنے شکر کے والدین کا
شکر طلب کیا اور یہ خبر بتایا کہ اگر تم ادائے حقوق وشکر والدین میں تقصیر کروگے تو تمکو میری ہی طرف پہر آنا ہی میں تم کو
جزا سزا تمہاری تقصیر کی دونگا پہر شرک کو اس وصیت سے مستثنیٰ کیا کہ سب اموریں اُنکی اطاعت تمپر واجب ولازم
ہے مگر ان کا یہ شرک میں کہ اس بابت تم اُنکی اطاعت نکرو لیکن اور امور دنیا میں اُنکی اطاعت سے خارج نہو بلکہ
مطابق دستور ومعروف کے اُنکا ساتھ دو اُنکو نہ چھوڑو ۸ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ
مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں
خواب میں کہ میں تجھکو ذبح کرتا ہوں پہر دیکھ تو کیا دیکھتا ہے کہا ای باپ کر ڈال جو تجھکو حکم ہوتا ہی پاوے گا تو مجھکو اگر اللہ نے
چاہا صبر کرنے والوں میں **ف** یہ دلیل ہی اسپر کہ ماں باپ کی اطاعت سے کسی امر میں سرتابی نکرے اگرچہ جان جاوے
یہ بات کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ ہی کا حق سب کے حقوق پر مقدم ہے اس اطاعت اسمعیل علیہ السلام سے بخوبی
ثابت ہوگئی وللہ الحمد یہ بھی معلوم ہوا کہ بیٹا اگرچہ پیغمبر ہو تب بھی اسپر اطاعت باپ کی واجب ہی و لہذا حضرت
ابراہیم علیہ السلام بجز شرک کے سب اموریں اطاعت وادب اپنے باپکا نصب العین رکہتے تھے حالانکہ یہ پیغمبر تھے اور وہ مشرک تھا
۹ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ

اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ہے تقید کیا انسان کو اپنے ماں اور باپ سے بھلائی کرنیکا پیٹ میں رکھا اوسکو اوسکی ماں نے تکلیف سے اور جنا اوس کو تکلیف سے اور حمل میں رہنا اس کا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے یہانتک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچا چالیس برس کو کہنے لگا اے رب میری قسمت میں کر کہ شکر کروں میں تیرے احسان کا جو مجھپر کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں نیک کام جس سے تو راضی ہو اور نیک دے مجھکو اولاد میری میں توبہ کی تیری طرف اور میں ہوں حکم بردار **ف** موضح قرآن میں کہا ہے پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا تیس مہینے میں اگر لڑکا قوی ہو تو اکیس مہینے میں دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے ہیں حمل کے یہ آیت کسی کے حال کا بیان نہیں ہے حضرت نے ماں باپکے حق میں دعا نہیں کی صدیق اکبر چالیس برس کی عمر میں مسلمان ہوئے اور انکے ماں باپ بھی مسلمان ہوئے یہ بات اور کسی صحابی کو نہیں میسر ہوئی لیکن باپ اسوقت مسلمان نہیں ہوا تو یہ بات فرضی ہے یعنی سعادتمند لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں انتہےٰ یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ نے ہمکو یہ وصیت کی ہے کہ ہم ماں باپکے ساتھ اچھا سلوک رکھیں وہ سلوک یہی ہے کہ سوا شرک کفر کے ہر امر میں انکی اطاعت کریں پھر باشارۃ النص ماں کے حق کی زیادتی بیان فرمائی کہ اسکی تکلیف بہ نسبت باپکے زیادہ ہے اسلئے استحقاق بھی ماں کا واسطے احسان کے زیادہ ہے پھر اشارہ ہے کہ اولاد سعادتمند وہ ہے جو اللہ کا شکر بجالاوے اور ماں باپ کی طرف کا بھی شکر ادا کرے اس جگہ سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جسکو دعا کرنا ہو وہ یہ دعا کرے جو اس جگہ مذکور ہے • رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا اے رب معاف کر مجھکو اور میرے ماں باپ کو اور اوسکو جو آوے میرے گھر میں ایماندار ہو کر اور سب ایمان والے مردوں اور عورتوں کو اور گنہگاروں پر یہی بڑھتا رکھ برباد ہونا **ف** یہ دعا نوح علیہ السلام نے کی ہے تو معلوم ہوا کہ دعا کرنا واسطے ماں باپکے سنت انبیاء علیہم السلام ہے پہلے انکے لیے دعا کرے پھر اور مومنین و مومنات کے لیے یعنی جس طرح کہ اللہ نے ماں باپ کو بعد اپنے سب اہل حقوق پر ہر جگہ مقدم رکھا ہے اسی طرح اولاد انکو دعا و احسان و طاعت و ادب میں بعد خدا کے سب پر مقدم رکھے پھر خلقتوں پر بددعا کی اسمیں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ جو والدین کے لیے دعا نہیں کرتا ہے اور انکا حق نہیں پہچانتا وہ ظالم ہے اور ظالم برباد ہونیوالا ہے انتہیٰ

فصل بیان میں احادیث حقوق مادر و پدر کے

ابن مسعود کہتے ہیں کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا میں نے کہا پھر کونسا فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے میں نے کہا پھر فرمایا جہاد کرنا راہ خدا میں رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ اس حدیث میں پہلے نماز کا ذکر کیا کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے بندوں پر پھر ماں باپ کے ساتھ احسان و نیکی کرنیکا ذکر معلوم ہوا کہ بعد اللہ کے حق کے سب سے مقدم ماں باپ کا حق ہے جسطرح کہ ترتیب نظم قرآنی میں بھی حق والدین کو سب حقوق پر مقدم ذکر کیا ہے

بعد اپنے حق کے یہ اس لیئے کہ جس طرح سب کا معبود ایک ہی اسی طرح ماں باپ ہر شخص کا ایک ہی ہوتا ہی اللہ تعالیٰ واحد حقیقی ہی اور ماں یا باپ واحد مجازی ہی یہ ایک بڑی مناسبت ہو ماں باپ کو ساتھ خالق حقیقی کے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق کو اپنے حق کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہی تاکہ اولاد عظمت والدین کی اور تقدم انکا سب اہل قرابت پر سمجھے پھر ذکر جہاد کا کیا یہ دلیل ہی اسبات پر کہ مرتبہ برّ والدین کا فضیلت میں جہاد سے بڑھکر ہی (۲) ابوہریرہؓ کہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا ہی لَا یَجْزِیْ وَلَدٌ وَالِدَہٗ اِلَّا اَنْ یَّجِدَہٗ مَمْلُوْکًا فَیَشْتَرِیَہٗ فَیُعْتِقَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ یعنی بیٹا باپ کو کچھ بدلا اس کے حق کا ادا نہیں کر سکتا مگر یہ کہ باپ کو کسی شخص کا غلام پائے اور مول لیکر اس کو آزاد کر دے یعنی ایک حق باپ کا یہ بھی ہی کہ اس کو ذلت رقیت سے نجات بخشے اگر ایسا اتفاق ہو (۳) ابن عمروؓ کہتے ہیں ایک آدمی نے آکر حضرتؐ سے اذن جہاد کرنے کا چاہا فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں کہا ہاں فرمایا فَفِیْہِمَا فَجَاھِدْ یعنی تو انہیں کی خدمت میں کوشش کر کہ تیرا جہاد یہی ہے رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ یہ دلیل ہی اس بات پر کہ خدمت والدین کی مقدم ہی اکتساب فضیلت جہاد پر حالانکہ جہاد وہ عمل ہے کہ جسکے برابر کوئی عمل نہیں ہی غازی مغفور ہوتا ہی اور شہید ماجور مگر والدین کی خدمت کرنا اس سے بھی بڑھکر فضیلت رکھتا ہی (۴) دوسری روایت مسلم کی یوں ہی کہ ایک آدمی پاس حضرتؐ کے آیا کہا میں آپ سے بیعت کرتا ہوں ہجرت و جہاد پر اللہ سے طالب اجر ہوں فرمایا فَھَلْ مِنْ وَّالِدَیْکَ اَحَدٌ حَیٌّ تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہی کہا ہاں دونوں زندہ ہیں فرمایا فَتَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰہِ کیا تو اللہ سے طالب اجر کا ہی کہا ہاں فرمایا فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْکَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَھُمَا یعنی پھر جا طرف اپنے ماں باپ کے اور اچھی طرح انکی خدمت کر انکی صحبت و خدمت والدین کو ہجرت و جہاد دونوں پر ترجیح و تقدیم دی ہی (۵) ابن عمروؓ نے رفعًا کہا ہی ایک آدمی پاس حضرتؐ کے آیا اس نے کہا میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ ہجرت پر بیعت کروں اور اپنے ماں باپ کو روتا ہوا چھوڑ آیا ہوں فرمایا اِرْجِعْ اِلَیْہِمَا فَاَضْحِکْہُمَا کَمَا اَبْکَیْتَہُمَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ یعنی پھر جا اور انکو ہنسا جس طرح کہ تو نے انکو رلایا ہی معلوم ہوا کہ ماں باپ کا حق اولاد پر بہ نسبت بعض عبادات فاضلہ کے مقدم تر ہی جیسے ہجرت و نحوہا (۶) ابوسعید خدریؓ کا لفظ یہ ہی کہ ایک مرد یمن والوں میں کا ہجرت کر کے پاس حضرتؐ کے آیا آپ نے فرمایا تیرا کوئی رشتہ دار یمن میں ہی اس نے کہا میرے ماں باپ ہیں پوچھا انہوں نے تجکو اجازت دیدی ہی کہا نہیں فرمایا جا کر ان سے اذن لے اگر وہ تجکو اذن دیں تو تو جہاد کر ورنہ ان کے ساتھ نیکی کر رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ معلوم ہوا کہ بجالانا عبادات نافلہ کا اذن والدین پر موقوف ہی پھر امور دنیا میں ان کا اذن حاصل کرنا بالاولی معتبر ہوگا **قال تعالیٰ** لَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ میں اس جگہ سے نہ ٹلوں گا جب تک کہ میرے ماں باپ اجازت نہ دیں گے یہ دلیل ہی اطاعت والد پر امور دنیاوی میں یہی حکم حق میں والدہ کے بھی جاری ہی اس لیئے کہ اس کا حق بہ نسبت باپ کے

سے جنت ہوتا ہے (۷) ابوہریرہ کہتے ہیں ایک مرد آیا اُس نے حضرت سے اذن جہاد کا چاہا فرمایا کیا تیرے ماں باپ
زندہ ہیں کہا ہاں فرمایا فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ یعنے تو انہیں کی خدمت بجا لا یہی تیرا جہاد ہے گویا خادم اپنے
والدین کا حکم میں مجاہد و غازی کے ہوتا ہے اور خدمت ماں باپ کی جہاد پر مقدم ہے (۸) انس کہتے ہیں ایک مرد آیا اور کہا
میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن مجکو قدرت جہاد کرنے پر نہیں ہے فرمایا تیرے ماں باپ میں کوئی باقی ہے اُس نے کہا میری
ماں ہے فرمایا فَأَبْلِ اللهَ فِي بِرِّهَا فَإِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ فَأَنْتَ حَاجٌّ وَمُعْتَمِرٌ وَمُجَاهِدٌ رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَالطَّبَرَانِيُّ
فِي الصَّغِيرِ وَالْأَوْسَطِ وَإِسْنَادُهُمَا جَيِّدٌ مَيْمُونُ بْنُ نَجِيحٍ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَبَقِيَّةُ رُوَاتِهِ ثِقَاتٌ مَشْهُورُونَ
یعنی اُنکے ساتھ نیکی کر امید خدا جب تو یہ کام کریگا تو تو حاجی اور عمرہ کرنیوالا اور جہاد کرنیوالا ہوگا اس جگہ بر والدین کو
حج و عمرہ پر مقدم کیا ہے جس جگہ دیکھو کوئی عمل صالح بعد ادائے حق خدا ادائے حقوق خدمت و اطاعت و ادب والدین سے
بڑھ کر نہیں پایا جاتا یہ خدمت ماں باپ کی گویا ساری عبادتوں سے بڑھ کر اجر رکھتی ہے اور اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ جو
مشقت حج و عمرہ و جہاد و ہجرت میں ہوتی ہے وہ خدمت والدین میں نہیں ہوتی معہذا اجر و ثواب اس خدمت کا عبادات
مذکورہ سے بڑھ کر ہے وہ بڑا بدنصیب ہے جو اس غنیمت باردہ کی قدر نجانے اور نعمت غیر مترقبہ کو ضائع کرے یہ ثواب کثیر
فقط ایک ماں کی خدمت پر مترتب فرمایا ہے پھر اگر باپ بھی موجود ہو اور اسکی بھی خدمت بجا لائے تو سمجھو کہ دونوں کی خدمت
کرنے میں اجر ان اعمال کا بھی دوچند ہو جائیگا وللہ الحمد اور اگر اس اجر کو مقصور خدمت والدہ پر رکھیں اور حدیث کو مورد پر
قصر کریں تو اس سے مزیت حقوق خدمت والدہ کی والد پر سمجھی جاتی ہے واللہ اعلم یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جسکو
قدرت حج و جہاد وغیرہ ہا کی نہو اور وہ یہ چاہے کہ مجکو اجر ان عبادتوں کا ملے تو اُس کے حاصل کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ وہ ماں
باپ کی خدمت بجا لائے وللہ الحمد (۹) طلحہ بن معاویہ سلمی نے کہا ہے میں پاس حضرت کے آکر عرض کیا کہ ای رسول خدا
میں ارادہ جہاد کا رکھتا ہوں راہ خدا میں فرمایا أُمُّكَ حَيَّةٌ تیری ماں زندہ ہے میں نے کہا ہاں فرمایا اَلْزِمْ رِجْلَيْهَا فَثَمَّ
الْجَنَّةُ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ یعنے پیچھے اُس کے قدموں کے لگا رہ اسی جگہ جنت ہے مراد لزوم رجلین سے یہ ہے کہ سامنے
ماں کے ذلیل و خوار و خدمت گذار بنا رہ کہ تیری مغفرت اسی میں ہے اس حدیث میں بھی خدمت مادر کو جہاد پر تقدیم دی ہے
(۱۰) ابو امامہ کہتے ہیں إِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ
وَنَارُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ یعنے ایک مرد نے کہا ای رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ماں باپ کا اولاد پر کیا ہے فرمایا
وہ دونوں تیری بہشت و دوزخ ہیں مطلب یہ ہے کہ اگر تو نے اُن کا حق ادا کیا اور اُنکو راضی رکھا تو تجھے جنت ملے گی تو
بخشا جائیگا اور اگر تو نے اُن کا حق تالیف کیا اُنکو ناراض رکھا تو تجھے دوزخ ملے گی تجکو عذاب ہوگا اس حکم میں ماں باپ
دونوں کو برابر و یکساں رکھا ہے (۱۱) معاویہ بن جاہمہ کہتے ہیں کہ جاہمہ نے پاس حضرت کے آکر کہا ای رسولخدا میں جہاد
کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے پاس مشورہ لینے کو آیا ہوں فرمایا تیری ماں ہے کہا ہاں فرمایا فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ

رِجلیہما رَوَاہُ اِبنُ مَاجَۃَ وَالنَّسَائِیُّ وَاللَّفظُ لَہٗ وَالحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیحُ الْاِسْنَادِ یعنی ماں کی خدمت کیا کر
کیونکہ جنت نزدیک اُس کے دونوں پاؤں کے ہی وَرَوَاہُ الطَّبرَانِیُّ بِاِسنَادٍ جَیِّدٍ وَلَفظُہٗ قَالَ اَتَیتُ النَّبِیَّ
صَلعمﷺ اَستَشِیرُہٗ فِی الجِہَادِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلعم اَلَکَ وَالِدَانِ قُلتُ نَعَمْ قَالَ اَلزِمْہُمَا فَاِنَّ الجَنَّۃَ
تَحتَ اَرجُلِہِمَا اس روایت میں ماں باپ دونوں کی خدمت کرنے کا حکم دیا ہے اور دونوں کے زیر قدم جنت کو بتایا ہے
(۱۲) ایک شخص پاس ابو داؤد کے آیا اور کہا میری ایک عورت ہے اور میری ماں مجکو یہ حکم کرتی ہے کہ میں اُس کو طلاق دیدوں کہا
مینے حضرتؐ کو سنا ہے فرماتے تھے اَلوَالِدُ اَوسَطُ اَبوَابِ الجَنَّۃِ فَاِن شِئتَ فَاَضِعْ ذٰلِکَ البَابَ اَوِ احفَظْہُ رَوَاہُ ابنُ
مَاجَۃَ وَالتِّرمِذِیُّ وَاللَّفظُ لَہٗ وَقَالَ رُبَّمَا قَالَ سُفیَانُ اُمِّی قَالَ اَبِی قَالَ التِّرمِذِیُّ حَدِیثٌ صَحِیحٌ یعنے باپ افضل
دروازہ ہے منجملہ ابواب بہشت کے تو چاہے اس کو ضائع کر چاہے محفوظ رکھ سفیان نے اس روایت میں کبھی بجائے امی کے
لفظ ابی کہا ہے ابن حبان کا لفظ اس حدیث میں یوں ہے کہ ایک آدمی پاس ابو الدرداء کے آیا اور کہا میرا باپ میرے
پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ میرا بیاہ کر دیا اور اب وہ مجکو حکم کرتا ہے کہ میں اسکو طلاق دیدوں ابو الدرداء نے کہا میں تجکو
نہ یہ حکم دوں کہ تو باپ کا عقوق کر اور نہ یہ کہوں کہ تو اسکو طلاق دیدے اتنی بات ہے کہ میں نے حضرتؐ کو سنا فرماتے تھے والد
اوسط ابواب جنت ہے تو اس باپ کی محافظت کر اگر چاہے یا چھوڑ دے فقط کہتے ہیں میں گمان کرتا ہوں کہ اس شخص نے
اپنی عورت کو طلاق دیدی انتہی میں کہتا ہوں ایک روایت میں ذکر ماں کا آیا ہے دوسری روایت میں ذکر باپ کا یہ دلیل
ہے اِس بات پر کہ وجوب حقوق و اطاعت میں ماں باپ دونوں کا ایک ہی حکم ہے ماں طلاق دلائے یا باپ بجا آوری اُنکے
حکم کی ضرور ہے (۱۳) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے نیچے ایک عورت تھی میں اُسکو چاہتا تھا عمر رضی اللہ عنہ اُس سے
ناخوش رہتے تھے مجھسے کہا کہ اُس کو طلاق دیدے میں نے نہ مانا عمر نے آکر حضرتؐ سے کہا حضرتؐ نے مجھسے فرمایا طَلِّقہَا
تو اُس کو چھوڑ دے رَوَاہُ اَبُو دَاؤدَ وَالتِّرمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابنُ مَاجَۃَ وَابنُ حِبَّانَ فِی صَحِیحِہٖ وَقَالَ
التِّرمِذِیُّ حَدِیثٌ حَسَنٌ صَحِیحٌ یہ حدیث دلیل واضح ہے اِس بات پر کہ طلاق زن میں بیٹا اطاعت باپ کی کرے یہی حکم
نسبت ماں کے ہے کہ اگر وہ بھی طلاق دلوایا چاہے تو اُس کا حکم اُٹھائے رہی بیٹی سو طلاق اُسکی ہاتھ میں اُس کے
شوہر کے ہے نہ اُس کے ہاتھ میں ہاں اگر وہ خود مختار ہوتی تو بحکم والدین طلاق لے سکتی تھی مگر یہ کہ خاوند اختیار طلاق کا
اُس کے ہاتھ میں دیدے کہ اس صورت میں اگر اطاعت والدین تفریق کو اختیار کریگی تو یہ امر بر والدین میں داخل رہیگا
(۱۴) انس بن مالک کا رفعاً یہ ہے مَن سَرَّہٗ اَن یُمَدَّ لَہٗ فِی عُمُرِہٖ وَیُزَادَ فِی رِزقِہٖ فَلْیَبَرَّ وَالِدَیہِ وَلْیَصِلْ
رَحِمَہٗ رَوَاہُ اَحمَدُ وَرُوَاتُہٗ مُحتَجٌّ بِہِم فِی الصَّحِیحِ وَھُوَ فِی الصَّحِیحِ بِاختِصَارِ ذِکرِ البِرِّ یعنے جس کو یہ بات خوش
آوے کہ اُس کی عمر دراز ہو اور اُس کا رزق زیادہ ہو تو اُسکو چاہیے کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی و سلوک کرے اور
صلۂ رحم بجا لائے یہ فائدہ بر والدین کا تو دنیا میں ہے کہ عمر طویل و رزق وافر ہاتھ آتا ہے اور آخرت میں جزا اُسکی جنت ہے

ع صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

اور اِن کے خلاف پر جہنم متعین ہو (۱۵) معاذ بن انس رفعاً کہتے ہیں مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ طُوبَى لَهُ زَادَ اللّٰهُ فِي عُمُرِهِ رَوَاهُ اَبُو يَعْلَى وَالطَّبَرَانِي وَالْحَاكِمُ وَالْاَصْبَهَانِي وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيحُ الْاِسْنَادِ یعنی جس نے نیکی کی ساتھ ماں باپ کے اوس کو خوشی ہو اللہ اُس کی عمر دراز کرے طول حیات ایک ایسی چیز ہو جسکی تمنا ہر فرد بشر رکھتا ہو لیکن کسی شخص کے ہاتھ میں تدبیر اس امر کی نہیں ہو اللہ نے یہ تدبیر بتائی لیکن اکثر لوگ اس کی قدر نہیں جانتے حالانکہ اہل علم و عمل کو تجربہ اس طول حیات کا اس تدبیر کے ساتھ ہو چکا ہو (۱۶) حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہو تم پارسا ہو لوگوں کی بی بیوں سے پارسا رہینگی عورتیں تمہاری نیکی کرو اپنے آبا سے نیکی کرینگے تم سے ابنا تمہارے اَلْحَدِيثُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيحُ الْاِسْنَادِ معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنے باپ سے نیکو کار رہتا ہو تو اس کی اولاد بھی اُس کے ساتھ نیکی کرتی ہو وَاٰيَةُ ذٰلِكَ (۱۷) ابن عمر کا لفظ یہ ہو کہ حضرت نے فرمایا بَرُّوا اٰبَاءَكُمْ تَبَرَّكُمْ اَبْنَاؤُكُمْ وَعِفُّوا تَعِفَّ نِسَاؤُكُمْ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ وَرَوَاهُ اَيْضًا هُوَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ یعنے نیک رہو اپنے باپوں سے کہ نیک رہیں تم سے تمہارے بیٹے اور پارسائی کرو تم کہ پارسا رہیں تمہاری عورتیں یہ بات جو اس حدیث میں فرمائی ہو تجربہ میں آ چکی ہو کہ جو کوئی والدین کے ساتھ نیکی نہیں کرتا ہو غالباً اُس کی اولاد بھی اُس کے ساتھ نیکو کار نہیں ہوتی

سالہا بر تو بگزرد کہ گزر — نکنی سوی تربت پدرت
تو بجاے پدر چہ کردی خیر — تا ہمان چشم داری از پسرت

اسی طرح جو لوگ حرام کار عیاش ہوتے ہیں اُنکی عورتیں بھی پرہیزگار نہیں ہوتیں وہ بھی حرام کرنے لگتی ہیں (۱۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رفعاً کہتے ہیں رَغِمَ اَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَوْ اَحَدَهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنے خاک آلودہ ہو ناک اُس کی تین بار اسی طرح فرمایا پوچھا کسکی ناک خاک آلودہ ہو فرمایا جسنے اپنے ماں باپ کو وقت بڑھاپے کے پایا ایک کو اُن دونوں میں سے پھر جنت میں نگیا یعنی ایسے وقت میں اُنکی خدمت و طاعت اختیار کر کے جنت لینا آسان تھا لیکن اپنی بدنصیبی سے محروم رہا معلوم ہوا کہ خدمت والدین سبب حصول جنت ہو (۱۹) حدیث طویل جابر بن سمرہ میں آیا ہو کہ حضرت منبر پر چڑھے پھر تین بار کہا آمین آمین آمین پھر فرمایا میرے پاس جبریل آئے اور کہا اے محمد مَنْ اَدْرَكَ اَحَدَ اَبَوَيْهِ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْ آمِينَ فَقُلْتُ آمِينَ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِاَسَانِيدَ اَحَدُهَا حَسَنٌ یعنی جسنے پایا ایک کو ماں باپ میں سے پھر وہ دوزخ میں گیا تو اللہ نے اسکو دور کیا کہہ آمین میں نے آمین کہی مطلب یہ ہو کہ فقط ماں کو پایا یا باپ کو لیکن وہ کام نکیا جس سے وہ راضی رہتے اور جنت ملتی بلکہ اُنکو ناخوش رکھا اور دوزخ مول لی تو ایسا شخص اللہ کی جناب سے دور ہو حضرت سے جبریل علیہ السلام کا آمین کہلانا اور حضرت کا آمین کہنا اس دعا پر دلیل واضح ہو اس بات پر کہ عاق والدین یقیناً دوزخی ہوتا ہو (۲۰) ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہو کہ

مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُمَا فَدَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْ آمِيْنَ فَقُلْتُ آمِيْنَ رَوَاهُ
ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهِ اس میں صراحت ہے اس بات کی کہ وہ دوزخ میں اس لیئے گیا اور اللہ سے دور جا پڑا کہ اُس نے ماں
باپ کے ساتھ نیکی نہ کی مفہوم مخالف اِس کا یہ ہے کہ برائی کی یا نہ برائی کی اور نہ نیکی تو ان دونوں صورتوں میں جنت سے محروم رہا
اور دوزخ میں داخل ہوا اسکو ابن حبان نے حدیث حسن بن مالک بن حویرث سے بھی روایت کیا ہے (۲۱) آخر حدیث
کعب بن عجرہ میں مرفوعاً یوں آیا ہے بُعْداً مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ
آمِيْنَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَغَيْرُهُ وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ وَفِيْهِ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ
أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُمَا دَخَلَ النَّارَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَأَسْحَقَهُ یعنے دور جا پڑا وہ شخص جس نے پایا اپنی والدین کو یا
ایک کو ان دونوں میں سے بوڑھا پھر داخل نہ کیا اُن دونوں نے اُس کو بہشت میں میں نے کہا آمین حضرت کا آمین کہنا دلیل
ہے قبول پر اس دعا کے معلوم ہوا کہ بدسلوکی کرنے والا ماں باپ سے دوزخ میں جائیگا نسبت ادخال جنت کے طرف ابوین
کے دلیل ہے اس بات پر کہ نیکی کرنا ساتھ اُنکے منجملہ موجبات جنت کے ہے اُنکی رضامندی اُسکو بہشت میں لیجائیگی اور عدم برّ اُنکا
جہنم کی سیر کرائیگا اور ایسا شخص اللہ سے بعید اور آخرت میں ہالک ہوگا عیاذاً باللہ (۲۲) حدیث مالک بن عمرو قشیری
میں فرمایا ہے مَنْ أَدْرَكَ أَحَدَ أَبَوَيْهِ ثُمَّ لَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَأَسْحَقَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ
مِنْ طُرُقٍ أَحَدُهَا حَسَنٌ یعنے جسنے پایا ایک کو ماں باپ میں سے پھر وہ بخشا نہ گیا تو اللہ نے اُسکو دور ڈالا یعنی اپنی
رحمت سے اور اُس کو ہلاک کر دیا پس جبکہ نرے ترک احسان پر یہ وعید شدید آئی ہے تو پھر اُس اولاد کا کیا حال ہوگا جو کہ عوض
احسان کے اسارت کرتی ہے اور بدلے آرام کے تکلیف پہنچاتی ہے اور ناحق ناروا ماں باپ کو ستاتی ہے اور جس بات میں ان سے
بحث کرنا نچاہیئے اُس امر میں بے ادبی سے پیش آتی ہے اور امور مباح و جائز پر معترض ہوتی ہے اور کچھ پروا اُنکی خوشی ناخوشی
کی بمقابلہ اپنی غرض نفسانی و امر باطل کے نہیں کرتی ایسی اولاد بے شک و شبہ مستحق جہنم کی ہو جاتی ہے (۲۳) حدیث طویل
ابن عمر میں مرفوعاً بضمن قصہ اہل غار آیا ہے کہ تین آدمی رات ایک غار میں شب باش ہوئے تھے اُس غار کے منہ پر ایک پتھر
پہاڑ سے آگرا منہ غار کا بند ہو گیا اُنہوں نے کہا اس پتھر سے نجات نہ ہوگی مگر اسی طرح کہ اللہ سے اپنے اعمال صالحہ کا ذکر
کر کے دعا کرو ایک شخص نے اُنمیں سے کہا اَللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلاً
وَلَا مَالاً فَنَأَى بِيْ طَلَبُ شَجَرٍ يَوْمًا فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتَّى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا
نَائِمَيْنِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلاً وَمَالاً فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلَى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا
حَتَّى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ
فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ اَلْحَدِيْثَ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ یعنے اُس
شخص کے ماں باپ سو گئے تھے یہ ساری رات پیالہ دودھ کا لیئے ہوئے اُن کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا نہ آپ پیا

اور نہ اپنے اہل و مال کو بلایا اُس عمل صالح بکے یاد دلانے پر اللہ نے اُس پتھر کو کسی قدر لب غار سے سرکا دیا یہ حدیث کسی طرق و الفاظ سے آئی ہے اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ نیکی کرنا اور خدمت بجالانا ماں باپ کا موجب رفع عذاب و حصول نجات کا ہوتا ہے پھر جبکہ یہ تریاق دنیا میں نفع کرتا ہے تو آخرت میں بالاولیٰ نافع و منجی ہوگا و للہ الحمد۔

فصل بیان میں احادیث دیگر متعلقہ حقوق و عقوق ابوین کے

(۱) ابو ہریرہ کہتے ہیں ایک شخص آیا اور اُس نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْکَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ یعنی بڑا اقدار لوگوں میں ساتھ اچھے برتاؤ کے کون ہے فرمایا تیری ماں کہا پھر کون فرمایا تیری ماں کہا پھر کون فرمایا تیری ماں کہا پھر فرمایا تیرا باپ یہ حدیث دلیل روشن ہے اس بات پر کہ حق خدمت و صحبت مادر کا بہ نسبت پدر کے سہ چند ہوتا ہے وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی قَالَ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اَبَاکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ فَاَدْنَاکَ ھٰذَا لَفْظُھُمَا وَزَادَ مُسْلِمٌ فَقَالَ نَعَمْ وَاَبِیْکَ لَتُنَبَّأَنَّ اس روایت میں بھی ماں کو دو بار اور باپ کو بار چہارم میں ذکر کیا ہے پھر اقرب فالاقرب فرمایا پھر ارشاد کیا کہ تجھے خبر اس حال کی معلوم ہو جائیگی یعنے یہ حال کہ انجام حقوق و عقوق والدین کا ہوتا ہے (۲) اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ میری ماں آئی وہ مشرکہ تھی میں نے حضرت سے استفتا کیا کہ میری ماں آئی ہے اور وہ راغب ہے کیا میں اُس کے ساتھ صلۂ رحم کروں فرمایا نَعَمْ صِلِیْ اُمَّکِ یعنی ہاں اُس کے ساتھ سلوک کر رَوَاہُ الشَّیْخَانِ وَ اَبُوْدَاؤُدَ وَلَفْظُہٗ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ رَاغِبَۃً فِیْ عَھْدِ قُرَیْشٍ وَھِیَ رَاغِمَۃٌ مُّشْرِکَۃٌ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَھِیَ رَاغِمَۃٌ مُّشْرِکَۃٌ اَفَاَصِلُھَا قَالَ نَعَمْ صِلِیْھَا منذری نے کہا راغبہ ای طامعۃ فیما عندی تسألنی الاحسان الیھا راغمۃ ای کارھۃ للاسلام صریح دلیل ہے اس بات پر کہ اگرچہ ماں باپ مشرک ہوں لیکن اُن کے ساتھ احسان و سلوک کرنا داخل صلۂ رحم ہے اُن کا کفر و شرک اُنکی عزت و آبرو و پرستش سے مانع نہیں ہے (۳) ابن عمر نے رفعاً کہا ہے رِضَا اللّٰہِ فِیْ رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ اللّٰہِ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَجَّحَ وَقْفَہٗ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ یعنے رضامندی اللہ کی باپ کی رضامندی میں ہے اور خفگی اللہ کی باپ کی خفگی میں اکثر حدیثیں جو بیان میں حقوق والدین کے آئی ہیں اُنمیں اسلام کو شرط نہیں کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق ماں باپ کے دونوں حالت میں اسلام ہو یا کفر ثابت ہیں فقط اطاعت ماں باپ کی شرک میں نہیں ہے جس طرح کہ قرآن پاک میں آچکا ہے باقی سب امور میں طاعت والدین کی واجب ہے (۴) ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے طَاعَۃُ اللّٰہِ طَاعَۃُ الْوَالِدِ وَمَعْصِیَۃُ اللّٰہِ مَعْصِیَۃُ الْوَالِدِ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ یعنے اللہ کی طاعت باپ کی طاعت میں اور اللہ کی معصیت باپ کی معصیت میں ہے یہی حکم طاعت و معصیت والدہ کا ہے کیونکہ اکثر احادیث میں ماں باپ دونوں کو بمقدمہ حقوق یکجا ذکر کیا ہے کچھ تفرقہ نہیں فرمایا پھر جس صورت میں کہ حق

ماں باپ سے سلۂ جند ہوتا ہی تو جو بات واسطے والد کے ثابت ہو گی وہ واسطے والدہ کے بالاولی ثابت ہی اور مادۂ اشتقاق بھی
لغۃً اسیکو مقتضی ہی واللہ اعلم (۵) ابن عمر یا ابن عمرو کا لفظ رفعاً یہ ہی رِضَا الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ رِضَا الْوَالِدَيْنِ
وَسَخَطُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ سَخَطِ الْوَالِدَيْنِ رَوَاهُ الْبَزَّارُ یعنی رضامندی رب کی باپ کی رضامندی میں
ہی اور ناخوشی اللہ کی ماں باپ کی ناخوشی میں ہی جس سے والدین راضی ہیں اللہ بھی اُس سے راضی ہی اور جس سے وہ خفا ہیں
اللہ بھی اُس سے خفا ہی (۶) ابن عمر کہتے ہیں ایک آدمی نے آکر حضرت سے کہا میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہی میرے لیئے توبہ ہی
فرمایا تیری ماں ہی کہا نہیں فرمایا خالہ ہی کہا ہاں فرمایا اوس کے ساتھ نیکی کر رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ وَابْنُ
حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ إِلَّا أَنَّهُمَا قَالَ هَلْ لَكَ مِنَ الْوَالِدَيْنِ بِالتَّثْنِيَةِ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى
شَرْطِهِمَا جب خالہ کے ساتھ جو ماں کی بہن ہوتی ہی احسان و نیکی کرنا سبب مغفرت گناہ عظیم کا ہو تو ماں کے ساتھ
احسان کرنے میں بالاولی کبائر ذنوب بخشے جائینگے اس میں کچھ شک نہیں ہی (۷) مالک بن ربیعہ ساعدی کہتے
ہیں ہم پاس حضرت کے بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک مرد بنی سلمہ کا آیا اور کہا ای رسولخدا هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ
أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَاذُ
عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ إِلَّا بِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ
وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَزَادَ فِيْ آخِرِهٖ قَالَ الرَّجُلُ مَا أَكْثَرَ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَطْيَبَهٗ
قَالَ فَاعْمَلْ بِهٖ یعنی ماں باپ کے ساتھ احسان و نیکی کرنے میں سے کچھ باقی ہی بعد اُنکی موت کے فرمایا ہاں دعا کرنا اُن کے
لیئے اور استغفار کرنا اور اُنکے عہد کو جاری کرنا اور صلہ کرنا اُس رحم کا جو اُنکے سبب سے ہو اور اکرام کرنا اُنکے صدیق یعنی دوست کا
اُس نے کہا یہ تو بہت کچھ ہوا اور بہت اچھا ہوا فرمایا تو اُسپر عمل کر اس حدیث میں حضرت نے منجملہ حقوق مابعد الموت کے
پانچ حق بیان فرمائے اور حکم دیا کہ اُنپر عمل کرنا چاہیئے اب وہ زمانہ ہی کہ کوئی شخص الا ماشاء اللہ ماں باپ زندہ کا حق بھی
اُنکی زندگی میں ادا نہیں کرتا ہی پھر بعد اُنکی موت کے کون کسیکو پوچھتا ہی ان حقوق کو وہی شخص بجالائیگا جو کہ سعید ازلی ہی
(۸) عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر کو ایک اعرابی گنوار مکہ کی راہ میں ملا ابن عمر نے اُسکو سلام کیا اور اپنے گدھے
سوار کر لیا جسپر وہ خود سوار ہوتے تھے اور اپنا عمامہ اُسکو دیا ابن دینار نے کہا ہمنے کہا أَصْلَحَكَ اللّٰهُ یہ لوگ اعراب ہیں
تہوڑی سی چیز میں خوش ہو جاتے ہیں کہا إِنَّ هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یعنی اس کا باپ عمر کا دوست تھا
اور میں نے حضرت سے سُنا ہی کہ فرماتے تھے إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی
بڑی نیکی یہ ہی کہ باپ کے دوستوں سے صلہ کرے اس جگہ دیکھو کہ وہ گنوار خود دوست عمر بھی نہ تھا بلکہ اُس کا باپ
عمر کا دوست تھا مگر ابن عمر نے اپنے باپ کے دوست کے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کیا سلف صالح اسی طریق پر تھے ۵

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جان دوست تر دارند	جوانانِ سعادت مند پند پیر دانا را

(۹) ابو بردہ کہتے ہیں میں مدینہ میں آیا ابن عمر میرے پاس آئے اور کہا تو جانتا ہے کہ میں تیرے پاس کیوں آیا ہوں میں نے کہا نہیں کہا میں نے حضرت کو سُنا ہے فرماتے تھے مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّصِلَ اَبَاهُ فِیْ قَبْرِهٖ فَلْیَصِلْ اِخْوَانَ اَبِیْهِ وَ اِنَّهٗ كَانَ بَیْنَ اَبِیْ عُمَرَ وَبَیْنَ اَبِیْكَ اِخَاءٌ وَوُدٌّ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَصِلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِهٖ یعنی جو شخص یہ بات دوست رکھے کہ باپ کا صلہ اُس کی قبر میں کرے وہ باپ کے برادران دینی کے ساتھ صلہ کرے میرے باپ عمر اور تیرے باپ کے درمیان برادری اور دوستی تھی میں نے چاہا کہ میں اُس کا صلہ کروں۔

فصل بیان میں احادیث عقوق والدین کے

(۱) مغیرہ بن شعبہ رفعاً کہتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَیْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَّهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِیْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَغَیْرُهٗ یعنی اللہ نے حرام کیا ہے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو اور بخل وطمع کو اور مکروہ رکھا ہے واسطے تمہارے بکواس کو اور بھیک مانگنے کو اور مال ضائع کرنے کو اس حدیث میں عقوق مادر کا ذکر کیا یہی حکم باپ کے عقوق کا ہے ماں کا ذکر بالخصوص اس لیے کیا ہو کہ ماں کا حق بہت زیادہ ہے اور ماں ذرا سی نافرمانی پر سخت تکلیف پاتی ہے اس لیے اس کے عقوق سے پرہیز کرنا واجب ہے (۲) حدیث ابو بکرہ میں فرمایا ہے اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ الْحَدِیْثَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ یعنے کیا خبر نہ دوں میں تم کو سب سے بڑے کبیرہ گناہ کی تین بار اسی طرح کہا ہم نے کہا ہاں فرمایا شرک کرنا ساتھ اللہ کے اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی اس جگہ ماں باپ کے عقوق کو ہمراہ شرک باللہ کے ذکر کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ گناہ بہت ہی بڑا ہے اللہ کی نافرمانی کرنا شرک ہوتا ہے اُسکی نافرمانی یہی ہے کہ سوا اُسکے کسی دوسرے کی عبادت کرے ماں باپ کی نافرمانی عقوق ہوتی ہے کہ اُنکی اطاعت سے سرتابی کرے اُنکو رنج پہنچائے پھر ان دونوں گناہ کی سزا جہنم ہے عیاذاً باللہ (۳) ابن عمرؓ کا لفظ رفعاً یہ ہے اَلْكَبَائِرُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ یعنی کبائر یہ ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کرے ماں باپ کی نافرمانی کرے کسی جان کو قتل کرے جھوٹی قسم کھائے معلوم ہوا کہ بعد شرک کے عقوق گناہ کبیرہ ہے اور گناہ میں قتل کرنے سے بھی بڑھکر ہے ترتیب ذکر کی اسیکو مقتضی ہے (۴) انس کہتے ہیں حضرت نے ذکر کیا پھر فرمایا اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ الْحَدِیْثَ رَوَاهُ الشَّیْخَانِ وَالتِّرْمِذِیُّ یعنے شرک وعقوق کبائر معاصی ہیں عقوق کو ہر جگہ ہمراہ شرک کے ذکر کرنا دلیل واضح ہے اس گناہ کے اکبر کبائر ہونے پر گویا عاق برابر مشرک کے ہوتا ہے اس لیے کہ وہ والد حقیقی کا نافرمان ہے اور یہ والد مجازی کا نافرمان (۵) حضرت نے ایک خط اہل یمن کو لکھا تھا اور ہمراہ عمرو بن حزم کے بھیجا تھا اس میں یہ لکھا تھا کہ اِنَّ اَكْبَرَ الْكَبَائِرِ عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ الْحَدِیْثَ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ یعنے سب سے

بڑا گناہ کبیرہ نزدیک اللہ کے دن قیامت کو یہی شرک کرنا ساتھ اللہ کے اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی ہے (۶) حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے ثلاثة لا ینظر اللہ الیہم یوم القیامة العاق لوالدیہ ومدمن الخمر والمنان عطاءہ وثلاثة لا یدخلون الجنة العاق لوالدیہ والدیوث والرجلة رواہ النسائی والبزار واللفظ لہ باسنادین جیدین والحاکم وقال صحیح الاسناد وروی ابن حبان فی صحیحہ شطرہ الاول یعنی تین شخص ہیں جنکی طرف دن قیامت کے اللہ تعالی نظر کریگا ایک نافرمان ماں باپ کا دوسرے دائم الخمر تیسرے دیکر احسان رکھنے والا اور تین شخص ہیں جو جنت میں نجائیں گے ایک عاق ماں باپ کا دوسرے دیوث تیسرے عورت مردانہ وضع منذری نے کہا الدیوث بتثلیث الیاء ھو الذی یقر اھلہ علی الزنا مع علمہ بہم والرجلة بفتح الراء وکسر الجیم ھی المترجلة المتشبہة بالرجال یعنے دیوث وہ مرد ہے جو اپنی اہل خانہ کو زنا کرنے دے اور اس کے حال سے واقف ہو اور رجلہ وہ عورت ہے جو مشابہ مردوں کے بنے (۷) حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے ثلاثة قد حرم اللہ تعالی علیہم الجنة مدمن الخمر والعاق والدیوث الذی یقر الخبث فی اھلہ رواہ احمد واللفظ لہ والنسائی والبزار والحاکم وقال صحیح الاسناد یعنی تین شخص ہیں کہ حرام کیا ہے اللہ نے انپر جنت کو ایک شرابخوار دائمی دوسرا عاق تیسرا دیوث جو اپنی جورو کو زنا پر برقرار رکھتا ہے یہ جگہ تامل کی ہے کہ عاق کو کسکے ساتھ اس جگہ شامل کیا ہے اور انجام عاق کا کیا بتایا ہے کہ بہشت اسپر حرام ہے (۸) ابوہریرہ کا لفظ رفعا یہ ہے ان ریح الجنة من مسیرة خمسمائة ولا یجد ریحہا منان بعملہ ولا عاق ولا مدمن خمر رواہ الطبرانی فی الصغیر اس کو منذری نے بلفظ روی روایت کیا ہے ترجمہ اس کا یہ ہے کہ جنت کی ہوا پانسو برس کی راہ سے آتی ہے لیکن یہ ہوا احسان رکھنے والا اپنے عمل سے اور عاق یعنی نافرمان ماں باپ کا اور دائم الخمر نپاویگا گویا عاق جنت سے پانسو برس کی راہ تک دور ہوگا اس کو بہشت کی ہوا تک نہ لگے گی عیاذاً باللہ (۹) ابو امامہ کا لفظ مرفوع یہ ہے ثلاثة لا یقبل اللہ عز وجل منہم صرفا ولا عدلا عاق ومنان ومکذب بقدر رواہ ابن ابی عاصم فی کتاب السنة باسناد حسن تین شخص ہیں کہ قبول نہیں کرتا اللہ انسے فرض اور نہ نفل ایک عاق دوسرا منان تیسرا جھٹلانے والا تقدیر کا یہ وعید نہایت شدید ہے حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ عاق کی کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی ہے جبتک کہ توبہ نکرے اور باز نہ آئے (۱۰) ابو ہریرہ کا لفظ رفعا یہ ہے اربع حق علی اللہ ان لا یدخلہم الجنة ولا یذیقہم نعیمہا مدمن الخمر واکل الربا واکل مال الیتیم بغیر حق والعاق لوالدیہ رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد یعنی چار شخص ہیں حق ہے اللہ پر کہ داخل نکرے انکو بہشت میں اور نہ چکھائے انکو مزہ اس کے آرام کا ایک وہ شخص جو شراب پیا کرتا ہے دوسرا وہ شخص جو سود کھاتا ہے تیسرا وہ شخص جو ناحق مال یتیم کا کھاتا ہے چوتھا وہ شخص جو نافرمانی کرتا ہے اپنے ماں باپ کی گویا ان چار قسم کے لوگوں کا جنت میں نہ جانا اللہ نے

اپنے اوپر واجب کر لیا ہے یعنی اگر بے توبہ و بلا عفو صاحب حق کے مر جائیں گے عقوق عباد میں بہ نسبت حقوق خدا کے
اسی طرح کی وعید شدید ہر جگہ قرآن و حدیث میں آئی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں ڈرتے (۱۱) ثوبان سے رفعًا مروی ہے
ثَلَاثَةٌ لَا يَنْفَعُ مَعَهُنَّ عَمَلٌ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ
فِي الْكَبِيْرِ تین چیزیں ہیں کہ نفع نہیں کرتا ہمراہ اُنکے کوئی عمل ایک شرک کرنا ساتھ اللہ کے دوسرے نافرمانی کرنا ماں
باپ کی تیسرا بھاگنا جہاد سے اس جگہ عقوق کو پھر ہمراہ شرک کے ذکر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انجام ان دونوں امر کا
ایک ہے کہ اگر سارے اعمال صالحہ بجا لایا ہے مگر شرک بھی کرتا ہے تو وہ سب عمل بیکار گئے اسی طرح عقوق کے ہوتے عاق
اُس کے اعمال صالحہ کچھ فائدہ نہیں دیتے (۱۲) حدیث ابن عمرو میں فرمایا ہے منجملہ کبائر کے ایک گالی دینا ہے مرد کا
اپنے ماں باپ کو کہا ابھی رسول خدا کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی کبھی دشنام دیتا ہے فرمایا ہاں کسیکے باپ کو گالی
دیتا ہے وہ اُس کے باپ کو دیتا ہے کسیکی ماں کو گالی دیتا ہے وہ اُسکی ماں کو گالی دیتا ہے رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَاَبُوْ دَاؤُدَ
وَالتِّرْمِذِيُّ میں کہتا ہوں یہ گالی دینا تو گویا بالواسطہ ہے اس زمانہ میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ خود بلا واسطہ ماں باپ کو
بُرا کہتے ہیں اور گالی دیتے ہیں اور بد دعا کرتے ہیں اس فعل کا گناہ اُس فعل سابق سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے دشنام دینا
ماں باپ کو اس حدیث سے منجملہ کبائر و عقوق کے ثابت ہوا لہٰذا اس حدیث کو اہل حدیث نے باب عقوق میں
ذکر کیا ہے (۱۳) ایک روایت بخاری و مسلم کی یہ ہے اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ
اُمَّهٗ یعنی گالی دینا کسی کے ماں باپ کو کہ وہ اُس کے ماں باپ کو اُس کے عوض میں گالی دے اکبر کبائر ہے ایسی
حرکت کرنے والا عاق ہوتا ہے (۱۴) عمرو بن مرہ جہنی کہتے ہیں ایک شخص نے آکر کہا اے رسول خدا میں نے اس بات کی گواہی دی
ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور نماز پنجگانہ پڑھی ہے اور زکوٰۃ دی ہے اور روزہ رکھا ہے فرمایا
مَنْ مَّاتَ عَلٰى هٰذَا كَانَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰكَذَا وَنَصَبَ
اِصْبَعَيْهِ مَا لَمْ يَعُقَّ وَالِدَيْهِ یعنی ایسا شخص دن قیامت کے ہمراہ پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ہوگا
پھر دو اُنگلیاں کھڑی کر کے فرمایا یہ بات جب ہوگی کہ ماں باپ کا عاق نہ ہوگا یعنی ہمراہ عقوق کے یہ سارے اعمال
صالحہ جو فرائض واجبہ ہیں اور جنسے آدمی مسلمان شمار ہوتا ہے برباد ہو جاتے ہیں کچھ نفع ان حسنات کا اُس کو وہاں حاصل
نہ ہوگا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ بِاِسْنَادَيْنِ اَحَدُهُمَا صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ
فِيْ صَحِيْحَيْهِمَا بِاخْتِصَارٍ (۱۵) حدیث معاذ بن جبل میں آیا ہے کہ حضرت نے مجکو دس کلمات کی وصیت فرمائی
کہا لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ

مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اَلْحَدِيْثَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَغَيْرُهُ یعنی شریک نہ کر ساتھ اللہ کے کسی شئے کو اگرچہ تو قتل کیا جائے
یا آگ میں جلایا جائے اور نافرمانی وعقوق نہ کر ماں باپ کا اگرچہ تجکو حکم دیں کہ تو اپنے اہل ومال کو چھوڑ دے معلوم
ہوا کہ ماں باپ کو اولاد پر سب طرح کی حکمرانی کا مرتبہ حاصل ہے وہ کسی طرح کی تکلیف دیں اُس کو اُٹھانا چاہیئے کسی حال میں
بھی اُنسے رو گردان اور سرتاب نہو یہ غایت درجہ اطاعت کا ہے جس کا صریح حکم اس حدیث میں دیا ہے (۱۶) حدیث
جابر عبداللہ میں فرمایا اِيَّاكُمْ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّ رِيْحَ الْجَنَّةِ يُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَلْفِ عَامٍ وَلَا
يَجِدُ هَا عَاقٌّ اَلْحَدِيْثَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ یعنی بچو تم عقوق والدین سے جنت کی ہوا ہزار برس
کی راہ سے آتی ہے مگر عاق اُسکو نپاویگا یعنے جنت سے ہزار سالہ راہ پر دور ہوگا (۱۷) ابوہریرہ کا لفظ مرفوع
یہ ہے لعنت کی ہے اللہ نے سات شخصوں پر سات آسمانوں کے اوپر سے اور ہر ایک پر انمیں سے تین تین بار
لعنت کی ہے وہ لعنت اُنکو کفایت کرتی ہے منجملہ اُن کے ایک عاق والدین ہے رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ
وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ یہ وعید نہایت شدید ہے اللہ تعالی ہر مسلمان کو اس لعنت سے بچائے (۱۸) حدیث
ابن عباس میں فرمایا ہے لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَبَّ وَالِدَيْهِ اَلْحَدِيْثَ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيْحِهٖ لعنت
کرے اللہ اُس پر جو گالی دے اپنے ماں باپ کو گالی دینے میں ہر قسم کی اُنکی بُرائی کرنا اور طعن کرنا یا کوسنا داخل
ہے (۱۹) ابوبکرہ رفعاً کہتے ہیں كُلُّ الذُّنُوْبِ يُؤَخِّرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَاشَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا
عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُعَجِّلُهٗ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيٰوةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالْاَصْبَهَانِيُّ
وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ یعنی جتنے گناہ ہیں انمیں سے جس گناہ کو اللہ چاہتا ہے قیامت تک تاخیر فرماتا ہے مگر نافرمانی
ماں باپ کی کہ عاق کے لئے اللہ زندگی میں قبل مرنے کے شتابی کرتا ہے اس حدیث سے وعید شدید عقوق پر ثابت ہوئی
اور معلوم ہوا کہ اسکی سزا جزا دنیا ہی میں مرنے سے پہلے ایک نہ ایک دن عاق کو ملجاتی ہے گو ہم کو اُسکی شناخت نہو کتب
سیر وتواریخ میں حکایات اُن لوگوں کی لکھی ہیں جنہوں نے ماں باپ کو ستا کر دنیا میں عقوبت پائی یہ واقعات ملوک وسلاطین
شاہد ومصداق اس حدیث کے ہیں اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا (۲۰) عبداللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ ہم پاس حضرت کے
تھے اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا کہ ایک جوان مرتا ہے اوس سے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہ وہ نہیں کہہ سکتا تھا فرمایا
وہ نماز پڑھتا تھا کہا ہاں حضرت اُٹھ کھڑے ہوئے ہم بھی آپ کے ہمراہ چلے نزدیک اُس جوان کے آکر کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
کہہ اُس نے کہا میں نہیں کہہ سکتا ہوں فرمایا کیوں کہا یہ اپنے ماں باپ کا عاق تھا پوچھا اِس کی ماں زندہ ہے کہا ہاں
فرمایا بلاؤ اُس کو بلایا وہ آئی فرمایا یہ تیرا بیٹا ہے کہا ہاں فرمایا بھلا اگر ایک بھاری آگ جلا کر تجسے کہا جائے کہ اگر تو اُس کی
شفاعت کریگی تو ہم اُسکو چھوڑ دینگے ورنہ اس آگ میں اس کو جلا دینگے تو کیا تو اُس کی شفاعت کریگی کہا اے رسول خدا ایسے
وقت میں تو میں اُس کی شفیع ہوں گی فرمایا تو مجکو اور اللہ کو گواہ کر دے کہ تو اِس سے راضی ہو گئی ہے اُسنے کہا اَللّٰهُمَّ

اِنِّی اُشْہِدُکَ وَاُشْہِدُ رَسُوْلَکَ اِنِّی قَدْ رَضِیْتُ عَنْ اِبْنِیْ فرمایا یا غلام قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اُس نے یہ کلمہ کہا فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ
مِنَ النَّارِ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ وَاَحْمَدُ مُخْتَصَرًا معلوم ہوا کہ عقوق وقت موت کے شہادت کلمۂ طیبہ وحسن خاتمہ
سے روکتا ہے والعیاذ باللہ (۲۱) عوام بن حوشب کہتے ہیں میں ایکبار ایک قوم میں اترا اُنکے قریب ایک مقبرہ تھا بعد عصر کے
ایک قبر شق ہو گئی اُس میں سے ایک شخص نکلا جس کا سر گدھے کا سا تھا اور بدن اُس کا انسان کا سا وہ تین بار گدھے کی
سی بولی بولا پھر اُس پر منطبق ہو گئی وہاں ایک بڑھیا سوت کاتتی تھی یا صوف ایک عورت نے مجھسے کہا تو اُس بڑھیا کو دیکھتا ہے میں نے کہا یہ کون ہے
کہا یہ اس شخص کی ماں ہے میں نے کہا اس کا کیا قصہ ہے کہا یہ شخص شراب پیتا تھا جب یہ جاتا تو اسکی ماں کہتی اے بیٹے اللہ سے ڈر تو کب تک شراب پیئے گا
یہ اس سے کہتا تو گدھے کی طرح آواز کرتا ہے یہ شخص بعد عصر مر گیا اب بعد ہر عصر کے یہ قبر پھٹ جاتی ہے یہ شخص تین بار گدھے کی آواز کرتا ہے
پھر یہ قبر اُس پر بند ہو جاتی ہے رَوَاہُ الْاَصْبَہَانِیُّ وَغَیْرُہٗ قَالَ الْاَصْبَہَانِیُّ حَدَّثَ بِہٖ اَبُو الْعَبَّاسِ الْاَصَمُّ
اِمْلَاءً عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ بِمَشْہَدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ فَلَمْ یُنْکِرُوْہُ یہ دلیل واضح ہے اس بات پر کہ یہ عذاب اُس کو نقصان کی
نافرمانی پر مقرر ہوا اَللّٰہُمَّ اعْفُ عَنَّا پھر جو شخص اپنے ماں باپ کو ایذائی جانی ومالی وآبروئی مثلاً پہنچاتا ہے اور ہر طریق
ظاہر وخفی سے ستاتا ہے اور ہمیشہ مکلف رہتا ہے اُس کے عذاب کا اندازہ اُس دن حساب کے اللہ ہی جانے (۲۲) ابن عمرو
کہتے ہیں ایک مرد نے آکر کہا اے رسول خدا میرے پاس مال واولاد ہے اور میرا باپ مال کا محتاج ہے فرمایا اَنْتَ
وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ اَلْحَدِیْثُ اَخْرَجَہٗ اَبُوْ دَاؤُدَ یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے معلوم ہوا کہ اگر باپ
محتاج ہو اور بیٹا مالدار تو اُس مال کو باپ سے روکے کہ یہ بھی ایک طرح کا عقوق ہے اور بذل کرنا مال کا والدین پر
منجملہ حقوق کے ہے (۲۳) حدیث زید بن ارقم میں فرمایا ہے مَنْ حَجَّ عَنْ اَحَدِ اَبَوَیْہِ اَجْزَأَ ذٰلِکَ عَنْہُ وَ
وَبُشِّرَ رُوْحُہٗ بِذٰلِکَ فِی السَّمَآءِ وَکُتِبَ عِنْدَ اللّٰہِ بَارًّا وَلَوْ کَانَ عَاقًّا رَوَاہُ رَزِیْنٌ جس نے حج کیا طرف
ایک کے ماں باپ میں سے تو یہ کافی ہوگا اُس سے اور خوشخبری دیجائیگی اُس روح کو آسمان میں اور لکھا جائیگا
نزدیک اللہ کے نیکوکار اگرچہ عاق ہو یعنی گناہ عقوق کا کسی قدر اُس کے ذمہ سے اُتر جائے گا واللہ اعلم +

فصل بیان میں حقوق والدین کے عموماً

جو حقوق ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر ہوتے ہیں وہ سب حقوق واسطے والدین مسلمین کے بالاولیٰ
ثابت ہیں مع شیٔ زائد ایک یہ کہ جب ملاقات ہو سلام کرے دوسرے جب پکارے تو جواب دے تیسرے جب
چھینکے تو یرحمک اللہ کہے چوتھے بیمار ہو تو عیادت کرے پانچویں مرجائے تو جنازہ پر جائے چھٹے اگر اس پر قسم کھائے
تو اُسکی قسم کو سچا کرے ساتویں نصیحت چاہے تو اُس کو بہتر بات بتائے آٹھویں اُس کے پیٹھ پیچھے اُس کو برا نہ کہے
نویں اُس کے لئے وہ بات پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے دسویں اُس کے حق میں وہ بات بری سمجھے جو اپنے

حق میں بری لگے یہ سب امور احادیث و آثار میں آئے ہیں گیارہویں یہ کہ اپنے قول و فعل سے اُس کو ایذا نہ دے بارھویں یہ کہ تواضع کرے تکبر نہ کرے تیرھویں یہ کہ ایک کی چغلی دوسرے سے نہ کھا دے چودھویں یہ کہ تین دن سے زیادہ ترک ملاقات نہ کرے پندرھویں یہ کہ حتی الوسع احسان کرے سولھویں یہ کہ بدون اجازت کے اُس کے پاس نہ جائے۔ سترھویں یہ کہ بوڑھوں کی عزت کرے اور لڑکوں پر رحم اٹھارھویں یہ کہ سب کے ساتھ ہشاش بشاش نرم رہے اُنیسویں یہ کہ جس مسلمان سے کوئی وعدہ کرے اُسکو پورا کرے بیسویں یہ کہ لوگوں کا عوض اپنے نفس سے لے اکیسویں یہ کہ اُس کی عزت و جان و مال کو ظالم سے بچائے اگر قدرت رکھتا ہو بائیسویں یہ کہ اُسکی قبر کی زیارت کرے اور مقصود اُس سے دعا و عبرت اور دل کا نرم کرنا ہو لیکن سفر واسطے زیارت کے نہ کرے کہ یہ بات کسی دلیل صحیح سے ثابت نہیں ہی غزالی رح نے احیاء العلوم میں لکھا ہی کہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ ای موسیٰ جو شخص اپنے ماں باپ کی اطاعت کرتا ہی اور میری نافرمانی کرتا ہی میں اُسکو مطیع لکھتا ہوں اور جو شخص ماں باپ کی نافرمانی کرتا ہی اور میری طاعت تو میں اُسکو نافرمان لکھتا ہوں انتہی میں کہتا ہوں کہ میرے والد مرحوم کا ایک رسالہ ہی بیان میں حقوق خلق کے اُس میں اُنہوں نے بیان حقوق والدین کا بھی لکھا ہی اس جگہ خلاصہ اس کا لکھا جاتا ہی قال تعالیٰ اَنِ اشْکُرْ لِی وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ احسان مان میرا اور اپنے ماں باپ کا اللہ نے تین چیزوں کو ساتھ تین چیزوں کے ذکر کیا ہی ہر ایک اُنمیں سے بغیر دوسرے کے مقبول نہیں ہوتی ایک اپنی اطاعت کہ بے اطاعت رسول کے مقبول نہیں دوسری نماز کہ بے زکوٰۃ کے مقبول نہیں تیسرے شکر کہ بے ماں باپ کے شکر کے مقبول نہیں دلیل امر اول کی اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ہی اور دلیل امر دوم کی اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور دلیل امر سوم کی یہی آیت باب ہی اللہ کا شکر اس بات پر ہی کہ اُس نے ایک قطرۂ آب سے انسان بنا کر انعام بعد سے سرفراز کیا ماں باپ کا شکر اس بات پر ہی کہ اُنہوں نے بڑی محنت و مشقت سے پالا اگر وہ توجہ نہ کرتے تو ہلاک ہو جاتا اسی لیے حقوق العباد میں سب سے زیادہ حق والدین کا ہی اولاد پر تفسیر فتح العزیز میں کہا ہی کہ اللہ نے احسان بالوالدین کو بعد اپنی عبادت کے ذکر کیا اور اُنکے حق کو ہمدوش اپنے حق کا ٹھہرایا کئی وجہ سے ایک یہ کہ جس طرح ماں باپ سبب پرورش اولاد ہیں اسی طرح سبب وجود اولاد بھی ہیں ایک واسطہ ہیں سبب فیض ایجاد الٰہی کے اور یہ مرتبہ سوا ماں باپ کے اور کوئی نہیں رکھتا اگر کوئی شخص سبب تربیت کا ہوتا ہے تو وہ سبب وجود کا نہیں ہوتا اسی لیے کسی کا انعام بعد انعام خدا کے ماں باپ کے انعام سے زیادہ تر نہیں ہوتا دوسرے یہ کہ اُن کا انعام مشابہ ہی انعام خدا کے کیونکہ یہ عوض میں اس انعام کے کسی طرح کا شکر یا ثواب نہیں چاہتے بخلاف اُس انعام کے جو اور لوگ کرتے ہیں کہ وہ انعام ضرور کسی طرح کی غرض کے ساتھ ملحوظ ہوتا ہی تیسرے یہ کہ جسطرح اللہ تعالیٰ انعام کرنے سے اپنے بندے پر ملول نہیں ہوتا ہی اگرچہ بندہ کیسا نافرمان ہو اسی طرح ماں باپ بھی

اولاد پر شفقت و لطف کرنے سے ملول نہیں ہوتے اگرچہ اولاد ناخلف ہو چوتھے یہ کہ ماں باپ ہر کمال ممکن کے حق میں
اپنی اولاد کے آرزو کرتے ہیں بلکہ برابر میں اُنکی ترقی اپنے کمال پر چاہتے ہیں اور کسی اچھی بات کا اُسپر حسد نہیں کرتے
اور یہ خاصیت سوا ماں باپ کے کسی اور میں نہیں ہوتی ہی پانچویں یہ کہ ماں باپ کو کمال مناسبت ہی ساتھ واحد حقیقی
کے کہ جس طرح مرتبہ خدائی میں سوا ایک ذات واحد مقدس کے کسی اور کی گنجایش نہیں ہی اسی طرح مرتبۂ پدری و
مادری میں سوا ایک ماں ایک باپ کے اور کوئی نہیں آسکتا انتہی حاصلہ شیخ محمد شاہد قدس سرہ نے رسالۂ
قوت المحبین میں کیا خوب بات مناسب اس جگہ کے لکھی ہی اِنَّ الابنَ یَستَنکِفُ اَن یُنسَبَ اِلیٰ اَکثَرَ مِن
اَبٍ وَاحِدٍ کَذٰلِکَ یَنبَغِی لِلعَبدِ اَن یَستَنکِفَ مِن اَن یَذکُرَ اَکثَرَ مِن رَبٍّ وَاحِدٍ اِنتَهٰی
یعنی جس طرح کہ بیٹے کو اس بات سے عار آتی ہی کہ وہ ایک باپ سے زیادہ کی طرف منسوب ہو اسی طرح بندہ کو
چاہیے کہ وہ ایک رب سے زیادہ کی طرف منسوب ہونے سے عار کرے غرضکہ تعظیم والدین کی سارے ادیان و شرائع
میں واجب ہی تمام کتب آسمانی توریت انجیل زبور فرقان میں یہی حکم ہی کہ ماں باپ سے احسان و بر و سلوک کرو
اور اُنکے حقوق و حرمات و تعظیمات کو نگاہ رکھو محبت والدین کی ساتھ اولاد کے ذاتی ہوتی ہی یہاں تک کہ حیوانات
بے شعور میں بھی پائی جاتی ہی اگر انسان میں نہو تو پھر وہ حیوان سے بھی بدتر ہی بلکہ ماں باپ اگرچہ کافر یا فاسق
فاجر ہوں تب بھی اولاد کو اُنکے ساتھ لطف و احسان ہی کرنا واجب ہی و لہذا احسان بالوالدین کو حدیث
و قرآن میں بلا قید ایمان کے ذکر فرمایا ہی قصہ تلطف ابراہیم علیہ السلام کا ساتھ والد مشرک کے سورۂ مریم
میں مشرح آیا ہی اور جب حنظلہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سے اجازت چاہی کہ وہ اپنے باپ ابو عامر راہب
کو قتل کریں تو اجازت نہ دی اور قتل والد سے باوجودیکہ وہ کافر تھا منع فرمایا فقہا کہتے ہیں کہ بیٹا اگر باپ کو
قتل کریگا تو قتل کیا جائیگا اور باپ اگر بیٹے کو مار ڈالیگا تو قصاص نہوگا گو آخرت کا مواخذہ باقی رہے اللہ تعالےٰ
نے لفظ والدین میں ماں باپ دونوں کو شامل ذکر کیا ہی پھر لفظ حملته امه الخ میں بالتخصیص ماں کا
حق زیادہ بتایا اس سے ثابت ہوا کہ حق خدمت والدہ کا حق والد سے زیادہ ہی یہانتک کہ بعض اکابر نے
کہا ہی کہ ایک نیکی ماں سے کرنا برابر چالیس نیکی کے ہی بہ نسبت باپ کے احادیث گذشتہ میں بھی تین بار ذکر
ماں کا کیا ہی پھر باپ کا اس سے بھی باشارۂ النص زیادتی حق مادر کی حق پدر پر ثابت ہوتی ہی یہ زیادت
اسی وجہ سے ہی کہ اول مشقت حمل ہی پھر محنت ولادت پھر مصیبت رضاعت پھر تکلیف تحمل بول
و براز فی غیر ذلک فقہا کہتے ہیں حق والدہ بہ نسبت والد کے زیادہ ہی اور احسان بالام واجب و موکد تر ہی بہ نسبت
احسان بالوالد کے **مسئلہ** اگر ایسی حالت پیش آئے کہ جمع حقوق کرنا ابوین کا دشوار ہو اور ایک دوسرے
کے حق ادا کرنے سے بیزار ہو تو ایسی جگہ میں جو امر کہ متعلق تعظیم و تکریم و احترام کے ہو اسکو ساتھ باپ کے

بجالائے اور خدمت و انعام میں ماں کے حق کو مقدم رکھے مثلاً اگر گھر میں ماں باپ دونوں سامنے آویں تو باپ کے لیئے کھڑا ہو جائے اور جو دونوں طالب مال کے ہوں تو پہلے ماں کو دے پھر باپ کو یہ اس لیئے کہ ماں نے بہ نسبت باپ کے اس کی خدمت و محنت و بارکشی زیادہ کی ہو اور دل عورت کا ضعیف ہوتا ہو وہ ذرا سی بات پر رنجیدہ و کشیدہ ہو جاتی ہو سو ضعیف دل والے کو ستانا نہایت بُرا ہو ہرگز ماں کے دل کو نہ توڑے اور نہ اُس کی خدمت و طاعت سے منہ موڑے جسکو اللہ نے سعادتمند کیا ہو وہ کیسے ہی مرتبہ عالی میں کیوں نہ ہو اور ہزار جاہ و جلال رکھتا ہو لیکن ماں کے سامنے نہایت خاکساری و عاجزی و خواری ہی سے پیش آتا ہو گلستان سعدی میں لکھا ہو کہ ایکبار میں حالت جہل جوانی میں ماں پر چلا کر بولا تھا وہ دل آزردہ ہو کر ایک کونے میں جا بیٹھی اور رو کر کہنے لگی کہ تو اپنی حالت خُردی کو بھول گیا جو اس وقت یہ درشتی کرتا ہو ؎

چه خوش گفت زالی بفرزند خویش — چو دیدش پلنگ افگن و پیلتن
گر از عهد خردیت یاد آمدے — که بیچاره بودی در آغوش من
نکردی درین روز بر من جفا — که تو شیر مردی و من پیرزن

حدیث میں آیا ہو اَلْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا یہ دلیل ہو اس بات پر کہ خدمت والدہ افضل اعمال ہو اس لیئے کہ وہ شخص مشورہ جہاد کا لینے آیا تھا جس سے یہ کہا کہ تو زیر قدم مادر لگا رہ یعنی اولاد کو ماں کیساتھ برتاؤ خدمت و ملازمت کا چاہیئے گویا اُس کے قدموں کے نیچے پڑے ہیں اور جس کسی شخص کو کسی حال میں نہیں چھوڑتے ہیں اور اس کے ساتھ کمال خشوع و ادب رکھتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ ہم تو آپ کے قدموں سے لگے ہوئے ہیں الحاصل خدمت و اطاعت والدین اصل ہر سعادت اور وصل ہر فضل ہو **حکایت** ابراہیم خواص کہتے ہیں بیٹے خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کو یہ سعادت کس سبب سے حاصل ہوئی کہا ماں کے ساتھ نیکی کرنے اور اُس کی خدمت و طاعت بجالانے سے **حکایت** عون بن عبداللہ اپنی ماں کے ساتھ ایک برتن میں نہ کھاتے اس ڈر سے کہ شاید کسی لقمہ پر پہلے نظر ماں کی پڑی ہو اور یہ اُسکو نادانستہ لیں اسی طرح امام زین العابدین سے بھی منقول ہو **حکایت** عون بن عبداللہ کو ایکبار اُنکی ماں نے پکارا تھا اُنہوں نے بلند آواز سے جواب دیا پھر نادم ہو کر ایک یا دو بردے آزاد کیئے کہ اِس بے ادبی کا کفارہ ہو سلف اسی طریق پر تھے حکایات ایسی اولاد کی جو اپنے والدین کے فرمانبردار خدمت گار تھے بہت ہیں پس جو شخص اللہ سے ڈرتا ہو اور آخرت پر ایمان لایا ہو اُس کو ایک دو بات ہی کافی ہو ع در خانہ اگر کس ست یکحرف بس است **حکایت** ایک شخص کے ماں نہ تھی خالہ تھی حضرت نے کہا تو دستیے کفارہ گناہ عظیم کے اُس کے ساتھ نیکی کر معلوم ہوا کہ نیکی کرنا ساتھ ماں کے بالاولی کفارہ گناہ کا ہوتا ہو بعض آثار میں آیا ہو کہ دعا ماں کی جلد قبول ہوتی ہو اسلیئے کہ وہ

بہ نسبت باپ کے زیادہ تر رحیم ہے اور رحیم کی دعا ساقط نہیں ہوتی اس سے یہ ثابت ہوا کہ ماں کی خوشنودی حاصل کرے
اُس کی دعا کو اپنے حق میں قبول جانے اگر وہ ناراض ہو کر بددعا دیگی تو وہ بھی قبول ہوگی اس لیئے اُس کی بددعا سے
جہاں تک بن سکے بچے حدیث میں آیا ہو ثَلٰثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ
وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ پھر اگر ماں باپ ہاتھ سے
اولاد کے مظلوم ہیں تو اُنکی بددعا کسی طرح رد نہوگی بعض تابعین نے کہا ہو کہ جو شخص ہر روز ماں باپ کے
واسطے پانچ بار دعا کرے گا وہ اُنکے حق سے کسی قدر ادا ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نے شکر والدین کو اپنے شکر کے
ساتھ ذکر کیا ہو اور اللہ کا شکر نماز پنجگانہ ہو تو ہر نماز میں پانچ بار دعا کرنے سے اُنکا شکر بھی ادا ہوگا اس بارہ
میں یہ دعا ماثور ہو اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا وَاغْفِرْ
لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ
إِنَّكَ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ وَقَاضِي الْحَاجَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے منقول ہو کہ دعا بلفظ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وہ شخص کرے
جسکے حقیقی بھائی ہوں ایک ماں باپ سے اور اگر سوتیلے بھائی ہوں تو یوں کہے وَلِمَنْ تَوَالَدَ
أَحَدُهُمَا انتہی لیکن میرے نزدیک مطلق اخوت بھی واسطے صحت مطلب کے کافی ہو اللہ نے بنی اسرائیل
سے عہد لیا تھا کہ دیکھو سوا میرے کسیکو نہ پوجنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا معلوم ہوا کہ یہ دونوں
حکم قدیم سے برابر چلے آتے ہیں اور یہ تاکید احسان بالوالدین کی اگلی امتوں میں بھی تھی حدیث معاذ بن جبل
میں فرمایا ہو لَا تَعُقَّ وَالِدَيْكَ وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ سو اسجگہ پر ٹھیرنا بڑے
مردوں کا کام ہو کہ مال و جان جائے مگر ایمان نہ جائے اہل و عیال گھر سے دور ہوں مگر ماں باپ نہ رنجور ہوں
یہی کمال توحید و ایمانداری ہو اور نہایت درجہ کی استقامت و وفاداری حضرت ابراہیم نے اسمٰعیل علیہما السلام
سے کہہ گئے تھے کہ جب تیرا شوہر آئے تو میرا اسلام اُس سے کہدینا اور یہ پیغام پہنچا دینا کہ تو اپنے دروازے کی
چوکھٹ بدل ڈال کہ یہ لائق نہیں ہو اُسپر اُنہوں نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی تھی اسی طرح ابن عمر نے عمر کی
شکایت پر بحکم حضرت اپنی عورت کو چھوڑ دیا تھا سعادتمند اولاد ایسی ہی ہوتی ہو کہ ماں باپ کی رضامندی کو
بی بی سے محبوب ہر چیز پر مقدم رکھتی ہو اب وہ وقت آیا ہو کہ بی بی کے کہنے سے ناخلف اولاد ماں باپ کو چھوڑ دیتی
ہو ایسے ہی شخص کا نام جورو کا غلام ہوتا ہو یہ حرکت بے برکت آثار قیامت میں سے ہو حدیث میں آیا ہو أَطَاعَ
الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَعَقَّ أُمَّهُ یعنے جورو کی اطاعت کرے گا ماں کا نافرمان ہوگا وَأَدْنَى صَدِيقَهُ وَأَقْصَى
أَبَاهُ یعنی دوست کو اپنے پاس بٹھائیگا اور باپ کو رستہ بتائیگا لیکن ترک اہل و عیال و طلاق زوجہ بحکم مادر و پدر اُسوقت ہی

کہ مصلحت دینی یا دنیاوی پیش نظر ہو نہ مجرد عناد نفسانی و فساد شیطانی الغرض ادای حقوق والدین میں رعایت
امور ذیل کا ہی ایک یہ کہ ماں باپ کو دل سے دوست رکھے کہ اصل کار محبت ہی (۲) گفتار نشست برخاست
میں ادب شرعی انکا نگاہ رکھے چلنے میں پیشقدمی نکرے بات کہنے میں نام لیکر نہ پکارے جھڑک کر نہ بولے چلاکر
جواب نہ دے (۳) اپنے مال و سامان و اسباب کو اگرچہ عمدہ و قیمتی ہو انسے دریغ نرکھے اَنْتَ وَمَالُكَ
لِأَبِيكَ اسپر دلیل ہی (۴) جس خدمت کا مقدور ہو اُس میں قصور نکرے ع از جان چہ عزیز است بگو
آن تو بخشم (۵) انکی وصیت بعد انکی موت کے بجالائے اگر خلاف شرع نہو فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا
إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۶) صدقہ و زیارت سے یاد رکھے حدیث متفق علیہ
میں آیا ہی کہ ایک شخص نے کہا ای رسول خدا میری ماں یکایک ناگہاں مر گئی اگر فرصت پاتی تو کچھ صدقہ کرتی
یا وصیت کر جاتی فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ أَنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ دوسری روایت میں ہی کہ سعد بن عبادہ
نے عرض کیا کہ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ صَدَقَةٍ أَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهِ
لِأُمِّ سَعْدٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ شرعۃ الاسلام میں کہا ہی کہ آدمی جو کچھ اپنے مال میں سے خیرات
کرے اُسمیں نیت ماں باپ کی کرلے اس سے ثواب کم نہیں ہوتا بلکہ دونوں کو برابر ثواب ملتا ہی حکایت
بعض اکابر راہ میں ایک پتھر داہنی طرف پھینکتے اور باپ کی نیت کرتے اور ایک پتھر بائیں طرف پھینکتے اور
ماں کی نیت کرتے اور بعض غصہ کو بارادہ احسان بالوالدین پی جاتے ایک روایت ضعیف میں زیارت کرنا
قبر والدین کی دن جمعہ کے آیا ہی لکن شرط ہر زیارت کی خواہ ماں باپ کی قبر ہو یا غیر کی یہ ہی کہ قبر کو ہاتھ سے نہ چھوئے
بوسہ نہ دے اُس کے سامنے نہ جھکے منہ خاک پر نہ رکھے کہ یہ عادت نصاریٰ کی ہی آس پاس قبر کے نہ پھرے شیخ
عبد الحق دہلوی حنفی نے جامع البرکات میں لکھا ہی کہ بوسہ دینا قبر کو اور سجدہ کرنا اسپر اور کلہ وہاں رکھنا
حرام و ممنوع ہی باتفاق بلاشک و شبہ اور روایت بوسۂ قبر ابوین صحیح نہیں ہی انتہیٰ میں کہتا ہوں مسح و تقبیل
و انحنا حرام ہی اور سجدہ کرنا کفر صریح گو پیغمبر کی قبر کیوں نہو حضرت صلعم نے اپنی زندگی میں اپنے لیئے
سجدہ کرانا جائز نہیں رکھا تو بعد ممات کے کسطرح کسیکے لیئے درست ہو سکتا ہی (۷) ماں باپ کے اقربا
و احباب سے نیکی سلوک رکھے جو وہ سات انکے رکھتے تھے کیونکہ بر والدین انھیں اعمال سے حد کمال کو
پہنچتا ہی یہ بھی حدیث میں آیا ہی (۸) ماں باپ کے لیئے ہمیشہ دعا و استغفار کرے حدیث میں آیا ہی إِنَّ الْعَبْدَ
لَيَمُوتُ وَالِدَاهُ أَوْ أَحَدُهُمَا فَلَا يَزَالُ يَدْعُو لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ یعنی ماں باپ کی زندگی میں اگر کسی طرح کی خطا و تقصیر ہو گئی ہو گی تو اس ذریعہ سے
انشاء اللہ والدین کو اُس سے راضی کرا دیگا دوسرا لفظ یہ ہی إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ

ذٰلِکَ بِتَبَعِیْقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی هٰذَا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ رَوَاہُ اَحْمَدُ ہاں جس کے ماں باپ کافر یا مشرک ہوں

تو انکے لیئے دعا و استغفار و صدقہ کچھ نکرے اسلیئے کہ مشرک و کافر کی مغفرت نہوگی قال تعالیٰ مَاکَانَ

لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ

اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ یعنے جب مرنا انکا اوپر حال شرک و کفر پر معلوم ہوچکا تو اب اُن کے لیئے استغفار کرنا منع ہے

وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا اِیَّاهُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ

تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ یعنی استغفار کرنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کے لیئے

قبل معلوم ہونے اس بات کے تہا کہ وہ اللہ کا دشمن ہی پہر جب یہ بات اُنکو معلوم ہوگئی تو وہ اُس سے بیزار

ہوگئے اسی طرح صحیح مسلم میں آیا ہی کہ حضرت نے اللہ سے اجازت استغفار و زیارت کے واسطے اپنی ماں

کی مانگی تہی زیارت کی اجازت ہوئی اور استغفار کرنیکی نہوئی یہی حکم صدقات کرنیکا طرف سے ماں باپ

مشرکین کے ہو گناہ اور چیز ہی اور اسکے لیئے استغفار کرنا ہوسکتا ہی اور شرک اور چیز ہی جو شخص تعزیہ بناتا

ہو یا پیر پرست گور پرست ہو یا کسی اور رسوم کفر میں مبتلا ہو اور وہ اُسی حالت پر مرگیا ہے تو اُس کے لیئے

دعا و استغفار نہ کرے گو باپ ہو یا دادا ماں یا نانی یا اور کوئی رشتہ دار (۹) اپنا باپ چھوڑ کر غیر کو اپنا

باپ نہ بنا وے یعنی جو نسب باپ کا ہو وہی بتاوے دوسرے کی طرف اپکو منسوب نکرے کہ یہ بھی عقوق

میں داخل ہی سید ہو یا شیخ مغل ہو یا پٹہان حلال کا ہو یا حرام کا حدیث میں آیا ہی مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ

اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ اور حدیث متفق علیہ میں فرمایا ہی لَا تَرْغَبُوْا

عَنْ اٰبَائِکُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْهِ فَقَدْ کَفَرَ باپ سے انکار کرنا اور غیر کو اپنا باپ ٹہیرانا کفر ہے

اسی لیئے اسپر جنت حرام ہوجاتی ہی کیونکہ جنت میں کوئی کافر نجائیگا جو ذات باپ کی ہو اور جسکے نطفے ہو حرام ہے

یا حلال وہی اپنی ذات ہی اسکے یہ معنی ہیں کہ باپ کو کم ذات یا کر اپ کو دوسری بہتر ذات کا ٹہیرائے کریا غرض

کفر ہی اس زمان آخر میں کہ اسلام غریب ہوگیا ہی اور مسلمان گور میں جا سویے ہے اور کذب و نفاق کا ہر طرف

انکا بجا ہو اکثر جاہل بندہ شکم و دنیا کمانے یا آبرو حاصل کرنے کو اپنا نسب گنج چھپاتے ہیں اور کچھ کی کچھ ذات

بنا دیتے ہیں حرام سے پیدا ہیں مگر آپ کو حلالی کہے جاتے ہیں قوم کے کچھ ہیں مگر بھیک مانگنے کو شیخ

سید بنجاتے ہیں اصل میں کسی کے غلام زادے ہوتے ہیں مگر عزت و جاہ پیدا کرنے کو کسی شریف کی اولاد میں

اپکو دیتے ہیں سو حدیث میں اس فعل کو کفر اور ایسے شخص کو محروم الجنۃ فرمایا ہے اس سے بدتر اور کیا جزا

ہوگی (۱۰) ماں باپ کی حیات و ممات میں طریق حق پر قائم رہے اور بجالانے میں اعمال صالحات کے

موافق کتاب و سنت کے کوشش کرے بدعت و فسق و فجور سے آپ کو بچائے ہر چند یہ نیکی بظاہر

خود اسکے حق میں ہی لیکن والدین بھی اعمال خیر اولاد میں شریک ثواب کے ہوتے ہیں حدیث شریف
میں آیا ہو اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا
تَرَكَهُ الْحَدِيْثُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ اولاد سے جو عمل نیک ہوتا ہو وہ گویا ماں باپ ہی کا
عمل ہو کہ آپ تو مرگیا مگر عمل زندہ ہو زہے مختاوری اُس شخص کی جو خود مرے اور عمل نیک اُسکا زندہ ہو
ف اہل علم نے کہا ہو کہ احسان کے تین طریق ہیں ایک یہ کہ قولاً و فعلاً ترک ایذا دہی کرے اور یہ علی الاطلاق
واجب ہو اس کے خلاف میں عقوق لازم آتا ہو دوسرا طریق یہ ہو کہ بدن اور مال سے خدمت والدین کی
بجالائے لیکن اسکے لیے مقدرت امداد اور احتیاج ابوین شرط ہو تیسرے یہ کہ جسوقت وہ بلائیں حاضر ہو
مگر اس شرط سے کہ حضوری میں کوئی مفسدہ شرعی نہو اس صورت میں عبادت نفل کو چھوڑ کر انکے پاس حاضر
ہو کیونکہ اطاعت والدین کی نوافل طاعات پر مقدم ہو کیونکہ اطاعت عین خدا و رسول کی اطاعت ہو کہ انکے
حکم سے اس کو بجالایا ہو لہذا بعض آثار میں آیا ہو کہ بر والدین افضل ہو نماز روزہ و حج و عمرہ و جہاد نفل سے البتہ
جس امر میں کہ شرک لازم آتا ہو یا کوئی معصیت خالق کی تو وہاں انکی طاعت کا حکم نہیں ہو بعض کتاب و سنت سے بطریق
ترک فرائض و واجبات شرعی میں انکا مطیع نہ بنے اسی طرح ترک سنن موکدہ میں ہاں ایک دو بار اگر کسی سنت
موکدہ کو انکی خاطر سے ترک کردیگا تو کچھ مضائقہ نہوگا قَالَ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا
اٰبَاءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ یہ آیت دلیل ہو اس بات پر کہ جب
کسی کے باپ بھائی ایمان کی راہ چھوڑ کر کفر کی راہ پر چلیں تو پھر ان سے دوستی نہ رکھے اس لیے کہ وہ اللہ
دشمن ہیں اللہ کے لیے برادری و رشتہ داری کا ترک کرنا علامت ہو ایمان کی اور ایسے اقارب و اخوان کو باوجود
ترک کرنے نماز روزہ و حج و زکوٰۃ کے دوست رکھنا علامت ہو دشمنی کی ساتھ خدا کے کیونکہ ان فرائض کا
عمداً ترک کرنا کفر ہو پس باوجود اس کے انکے ساتھ محبت رکھنے میں رضا بالکفر لازم آتی ہو اور رضا بالکفر
شرعاً کفر ہوتی ہو اس مسئلہ میں اکثر خلق کوتاہی کرتی ہو اور دوسروں کی دنیا کے پیچھے اپنا ایمان کھو دیتی ہو
اِنَّا لِلّٰهِ خدا پرستی و دینداری کا یہ مقام ہو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے باوجود اس ادب تمام کے
جب اپنے باپ کو اللہ کا دشمن دیکھا تو صاف اُسکی دوستی سے تبرا کیا اور اللہ نے قرآن شریف میں صاف
حکم عدم ایمان کا اُن لوگوں کے حق میں لگا دیا ہو جو اللہ و رسول کے مخالفین کو دوست رکھتے ہیں گو وہ انکے
رشتہ دار قریب ہوں فرمایا لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا اٰبَاءَهُمْ اَوْ اَبْنَاءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ یعنی خواہ باپ ہوں
یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے اس سے ثابت ہوا کہ جو کوئی خدا و رسول کے دشمن کو اپنا دوست ٹھیرائیگا گو باپ بھائی

ہو تو وہ مومن نہیں ہی کیونکہ ایمان کے ہمراہ واسطے دوستی مخالف کے کوئی راہ نہیں ہی اصل ایمان کی بغض حدیث صحیح ہی اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ ہے مسئلہ کتاب نصاب الاحتساب میں لکھا ہی کہ بسبب حق پدری کے امر بالمعروف نہی عن المنکر ساقط نہیں ہوتا ہے کیونکہ اسکا حکم صراحۃً آیا ہے قرآن شریف میں قصہ واعظ ونصیحت ابراہیم علیہ السلام کا انکے باپ کو کئی آیتوں میں آچکا ہی یا اَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِی عَنْكَ شَیْئًا قال تعالیٰ یَا اَبَتِ اِنِّی قَدْ جَاءَنِی مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِی اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا وقال تعالیٰ یَا اَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطَانَ اِنَّ الشَّیْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا اِلیٰ غَیْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْآیِ فی الجملہ جس کسی مسلمان کے ماں باپ ایمان نہ رکھتے ہوں اُنکو ہدایت کرنا اور ضلالت سے روکنا اولاد پر واجب ہی اگر نہ مانیں تو اُنسے کنارہ کش ہو جائے اور اُونکا نام اگر گمراہ رکھے تو درست ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے حق میں کہا تھا وَاغْفِرْ لِاَبِی اِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّیْنَ اور علی مرتضیٰ نے اپنے باپ کو سامنے حضرت کے گمراہ کہا مَاتَ عَمُّكَ الضَّالُّ سید علی ہمدانی نے اپنے ذخیرۃ الملوک میں لکھا ہی کہ احتساب کے پانچ مرتبے ہیں ایک تعریف دوسری واعظ ونصیحت تیسرے نہی فحش بد سے چوتھے عنف ودرشتی پانچویں مارپیٹ دو مرتبہ اول حق میں والدین کے درست ہیں اور چہارم پنجم درست نہیں رہا مرتبہ سوم جیسے شراب بہا دینا آلات لہو ولعب کو توڑ ڈالنا ریشمی کپڑا بدن سے اُتار دینا غصب کا مال گھر میں سے نکال کر حوالہ مستحق کر دینا یہ سب اولاد کو حق میں ماں باپ کے جائز ہی اگرچہ وہ ان باتوں سے خفا ہوں اسلیئے کہ ادائے حق اسلام سب حقوق پر مقدم ہے ان کاموں کے کرنے سے وہ عاق نہیں ہوتا ہے اور ماں باپ کو حق میں اولاد کے ہر پنج مرتبہ احتساب کے درست ہیں۔

فصل بیان میں حقوق اولاد کے والدین پر

جو ماں باپ حقوق اولاد کے ادا کرتے ہیں وہ آپکو فتنہ دارین سے بچاتے ہیں اور جو غفلت کرتے ہیں اُن کے حق میں اُنکی اولاد فتنہ ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ یعنے اے ایمان والو تمہاری بعض بی بیاں اور اولاد تمہاری دشمن ہوتی ہے تم اُنسے بچتے رہو اس آیت سے یہ نکلا کہ کبھی بی بی کو یا کسی بچے کو اپنے خاوند یا باپ سے عداوت ہوتی ہے تو ایسے جورو بچوں سے مومن کو بچنا چاہیئے وقال تعالیٰ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ یعنی تمہارے مال واولاد فتنہ ہیں یہ اس لیئے کہ اکثر لوگ بسبب جورو بچوں کے مرتکب گناہوں کے ہوتے ہیں کوئی اپنے عیش کے لیئے مال حرام کماتا ہی کوئی اولاد کے لیئے اعمال شرک کفر و بدعت و معصیت بجا لاتا ہے الغرض اللہ تعالیٰ انسان کو مال واولاد دیکر جانچتا ہی اگر وہ اُنکی عداوت وفتنہ سے بچکر سلوک نیک سے پیش آیا

اور اُنکو راہ خدا پر لگایا تو اُس نے دنیا و آخرت کی خوبی حاصل کر لی ورنہ دونوں جہان سے گیا حدیث میں
آیا ہے ایک آدمی نے حضرت سے کہا کہ میں کس کے ساتھ نیکی کروں فرمایا ماں باپ کے ساتھ اوس نے کہا میرے
ماں باپ نہیں ہیں فرمایا اولاد کے ساتھ کَمَا أَنَّ لِوَالِدَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَكَذٰلِكَ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ
حَقٌّ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص تربیت و حقوق اولاد میں قاصر ہو وہ گنہگار ہے اُس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ
جو کوئی جس کسی کا حق ضائع کریگا البتہ اُس سے باز پرس ہوگی حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت
سے کہا کہ میرے پاس ایک دینار ہے فرمایا اپنی جان پر خرچ کر اُس نے کہا ایک اور ہے فرمایا اپنی اولاد پر صرف کر
کہا ایک اور ہے کہا اپنے اہل پر خرچ کر کہا ایک اور ہے فرمایا أَنْتَ أَعْلَمُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ
یہ حدیث اصل ہے بیان نفقہ میں اس سے معلوم ہوا کہ جسکو مقدور ہو وہ اپنی اولاد پر خرچ کرے اور غیر پر
اسکو مقدم رکھے اول خویش بعدہ درویش سو پہلا حق اولاد کا والدین پر نان نفقہ ہے یہاں تک کہ لائق
کمائی کے ہو دوسرا حق یہ ہے کہ اُنکو بنظر شفقت و رحمت دیکھے حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ ایک اعرابی نے
لوگوں کو دیکھا کہ اپنے بچوں کو پیار کرتے ہیں بوسہ لیتے ہیں کہا میں یہ کام نہیں کرتا حضرت نے فرمایا أَوَ أَمْلِكُ
لَكَ إِنْ نَزَعَ اللهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت اُٹھالی ہے
تو اسکو میں کیا کروں (۳) جب بچہ پیدا ہو تو خوش ہو کیونکہ ولد دنیا میں نور ہے اور آخرت میں سرور
اور اگر لڑکی پیدا ہو تو اور زیادہ خوشی کرے واسطے مخالفت رسم جاہلیت کے کہ وہ تولد انثیٰ سے دلگیر ہوتے
اور بیزار ہوتے تھے قال تعالیٰ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ یعنے دیتا ہے
اللہ جسکو چاہے مادہ اور جسکو چاہے نر اس جگہ تولد دختر کو تولد پسر پر مقدم ذکر کیا ہے اس لیئے کہ تولد اناث
سے تکثیر نسل و خوشی خاطر مادر اور آبادی خانہ زیادہ تر ہوتی ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ برکت اس میں ہے کہ عورت
جلد لڑکیاں جنے یعنی پہلے دختر پیدا ہو اگرچہ پسر و دختر دونوں خدا کی موہبت ہیں پھر کسی کو نر و مادہ دونوں
دیتا ہے اور کسیکو بانجھ کرتا ہے اسی حکمت کی بنیاد پر اللہ نے بعض انبیاء کو بیٹیاں دی تھیں بیٹا نہ دیا تھا جیسے حضرت
لوط اور شعیب علیہما السلام اور بعض کو فقط ذکور مرحمت فرمائے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بعض کو
اناث و ذکور دونوں دیئے ہیں جیسے خاتم النبیین صلعم اگرچہ آپکی اولاد ذکور زندہ رہی اور کسی کو عقیم کیا جیسے یحییٰ
و عیسیٰ علیہما السلام کہ اُنکے بالکل اولاد نہ تھی سو جو نادان شخص یہ چاہے کہ لڑکیاں پیدا نہ ہوں تو گویا وہ یہ چاہتا ہے
کہ دنیا ویران ہو جائے کسی نے خوب کہا ہے لَوْ أَطَاعَ اللهُ النَّاسَ فِي النَّاسِ لَمْ يَكُنِ النَّاسُ یعنے
اللہ تعالیٰ اگر آدمیوں کا کہا کرتا اُن کے حق میں تو کوئی آدمی نہ ہوتا کیونکہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ بیٹا ہو بیٹی نہو
سو اگر اسیطرح ہوتا تو نسل انسان کی منقطع ہو جاتی کوئی آدمی نہ ہوتا سب سلسلہ نوع البشر کا ختم ہو جاتا

حدیث میں آیا ہو کہ جس شخص کے بیٹی پیدا ہو اور وہ اُس کو قتل نکرے اور نہ خوار و ذلیل رکھے اور نہ بیٹوں کو
اُسپر بڑھائے تو ایسے شخص کو اللہ بہشت میں داخل کریگا عرب جاہلیت کی یہ رسم تھی کہ اگر دختر پیدا ہوتی تو
اُس کو زندہ گاڑ دیتے کما قال تعالیٰ وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ یعنی اُس
زندہ درگور سے پوچھا جائیگا کہ تو کس گناہ پر ماری گئی اس سوال میں بڑا غصہ ہو قاتل پر کہ اُس سے تو مارے
غیظ و غضب کے سوال بھی نکیا مقتولہ سے پوچھا پر قتل کرنا ان کا کئی وجہ سے تھا کچھ لوگ فقر و فاقہ کے سبب مار ڈالتے
تھے اور خیال کرتے تھے کہ اس کی شادی بیاہ میں بہت خرچ کرنا پڑیگا ہم کہاں سے لائیں گے بعض عار و ننگ
کی وجہ سے قتل کرتے تھے کہ ہم کسی کے خسر نبنینگے اور علاقہ خویشی و دامادی کا قائم ہوگا اور سارا بوجھ داماد کا
اُٹھانا پڑیگا اور اکثر دانا و نالائق ناحق شناس کافر نعمت جو کہ حرام خوار بے غیرت ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ
نے جا بجا قرآن میں اس فعل بد کی مذمت فرمائی اور انکی مہم سے منع کیا علاوہ اس کے کہ سب سے زیادہ قریب اولاد
ہوتی ہو اس میں قطع رحم بھی ہو جو کہ اکبر کبائر ہو اور ایک بڑا ظلم و ستم ہوا ایک غریب بیگناہ کی جان پر اور ناخوش
ہونا ہو اللہ کی پیدائش سے اور مکروہ رکھنا ہو اُس کے قضا و قدر کو اور مقابلہ کرنا ہے فعل الٰہی کا ساتھ اسکی
ضد کے کہ اللہ نے تو اسکو زندہ پیدا کیا اس احمق نے ایکدم میں اُس کو ضائع کر دیا اور بے اعتقادی ہو اللہ کی رزاقی
و کارسازی پر کہ ہم اس کا خرچ کہاں سے لائیں گے یہ نجانا کہ اس کا رزق ہمپر نہیں ہو جسنے اسکو پیدا کیا ہے
وہی اس کا رازق بھی ہو اور سخت بخل ہو کہ اپنی جان پر اپنی چیز اپنے خرچ کرنا روا نہیں رکھتا ہے اس بچے کی اولاد و والدین
کی جان ہوتی ہو اگر سعادتمند ہو اور جڑ کاٹنا ہو ایسی چیز کی جو اصل تمام بنی آدم ہو اور بغیر اُس کے بقا نسل ممکن
نہیں اور عار کرنا ہو ایسے کام سے جسکی بدولت باپ باپ ہوا کہ خود آپ پیدا ہوئے غرضکہ اس قسم کی بہت سی
قباحات اس فعل بد میں موجود ہیں تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہو کہ یہ فعل شنیع اس امت میں جس کے اندر ہم سب ایک
دوسری شکل سے نمودار ہوا ہو کیونکہ شیطان کا یہ قاعدہ ہو کہ جب لوگ کسی کام کو شرع شریف کی روک ٹوک
و سرزنش یا فہم و تدبر کی راہ سے چھوڑ دیتے ہیں تو وہ لعین اُسی کام کو اور صورت سے انکی نظروں میں اچھا
کر دکھاتا ہو تاکہ اصل مطلب اس کا فوت نہونے پائے کیونکہ غرض اصل کام سے ہو کسی کی شکل و صورت میں کیوں
نہو وہ صورت جو اس اُمت میں رائج ہو یہ ہے کہ کنیزوں اور کم اصل عورتوں کا حمل جس سے ننگ و عار لاحق
ہوتی ہو قبل پیدا ہونے بچے کے بلکہ اندر پڑ جانے روح کے اُس کے بدن میں جسکی مدت غالباً چار ماہ ہوتی ہے
گروا دیتے ہیں اور اسکو مقتضائے شرافت و غیرت جانتے ہیں اور مقام فخر میں اس کا ذکر کرتے ہیں حالانکہ اس
میں اور قتل ناحق اور فساد عرلیفی ہونے میں بال برابر کا تفاوت نہیں ہو انتہٰی میں کہتا ہوں کہ یہ شرافت نہیں ہو
بلکہ شر و آفت ہو ہندوستان میں اب بھی ایسے جاہل گنوار نام کے مسلمان بہت ہیں جو کہ اس رسم میں مقلد

راجپوتوں کے ہیں فتح العزیز میں کہا ہی کہ حکم نفقی اس مسئلہ کا یہ ہو کہ جس کسی کے ہاتھ سے اُسکی اولاد براہ خطا
ضائع ہو جائے جیسے حمل چار ماہ کا ساقط ہو جائے یا مقدار سے زیادہ افیون کسیکو کھلانے یا لب بام پر بچہ کو
لیکر کھیلے اور وہ ہاتھ سے گر کر مر جائے تو اس صورت میں کفارہ واجب آتا ہی قتادہ کہتے ہیں قیس بن عاصم تمیمی نے
عرض کیا تہا کہ ای رسول خدا مجھسے ایک بڑا گناہ ہوا کہ جب میں کافر تہا مینے آٹھ لڑکیاں زندہ گاڑ دیں فرمایا
عوض ہر لڑکی کے ایک ایک بردہ آزاد کر اُس نے کہا میرے پاس اونٹ ہیں بردے نہیں ہیں فرمایا عوض
ہر ایک لڑکی کے ایک اونٹ ہی راہ خدا میں دے انتہی بالجملہ لڑکیوں کا مار ڈالنا کسی طریق پر کیوں نہو یا اُنکے پیدا ہونے سے
ناخوش ہونا کافروں کا طریق ہو مسلمان کو تو یہ چاہیئے کہ اُن کے ساتھ حسن سلوک کرے عائشہ کہتی ہیں کہ میرے
پاس ایک عورت آئی اُس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں اُس نے مجھسے سوال کیا مینے اُسکو ایک خرما دیا اُس نے
آدہا آدہا دونوں کو بانٹ دیا آپ کچھ نہ کھایا مینے یہ ذکر حضرت سے کیا فرمایا مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِہِ الْبَنَاتِ
بِشَیْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَیْهِنَّ کُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِنَ النَّارِ یعنے لڑکیاں درمیان اس کے اور دوزخ کے اوٹ
ہونگی اور حدیث انس میں فرمایا ہی مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَنَا وَهُوَ
هٰكَذَا وَضَمَّ أَصَابِعَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنے جسنے پالا دو لڑکیوں کو یہاں تک کہ پہنچیں وہ جوانی کو
تو آئیگا وہ دن قیامت کو اور میں اس طرح پھر ملایا اپنی اونگلیوں کو یعنی اُس کا حشر میرے ساتھ ہوگا
ابن عباس کا لفظ یہ ہو جس نے عیالداری و غمخواری کی تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پھر ادب سکھایا اونکو
اور مہربانی کی اُنپر جب تک کہ بے پروا کرے اللہ تعالیٰ اُنکو تو واجب کرتا ہو اللہ اُس کے لیئے بہشت کو یہی حکم دو
اور ایک لڑکی کا بہی ہو دوسری روایت میں آیا ہو أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰی أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ ابْنَتُكَ مَرْدُوْدَةً
إِلَیْكَ مَا لَهَا كَاسِبٌ غَیْرُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ یعنے بہتر صدقہ یہ ہو کہ نیکی کرے تو اپنی بیٹی سے جو پھر
کر آئی ہو تیرے گہر اور نہیں ہو واسطے اُس کے کوئی کمائی کرنے والا سوا تیرے یعنی ابسکے شوہر نے اُسکو طلاق
دی ہو یا وہ مر گیا ہو اور وہ سوا ماں باپکے کوئی اولاد یا وارث نرکھتی ہو الحاصل منجملہ حقوق اولاد کے ایک
یہ حق ہو کہ جب بچہ پیدا ہو تو ناف کاٹے نہلا کے پاک صاف کرے پھر اس کے داہنے کان میں اذان اور
بائیں کان میں اقامت کہے تاکہ سب سے پہلے دنیا میں اُس کے کان میں آواز توحید و اسلام کی پڑے اس سے
بیماری ام الصبیان کی نہیں ہوتی ہے حدیث میں آیا ہو کہ جب امام حسن بن علی پیدا ہوئے انکو پاس حضرت
کے لائے آپنے اُنکے کان میں اذان کہی (۲) یہ کہ ماں اُسکو دودھ پلائے اگرچہ ایک ہی بار دے کیونکہ اللہ نے
منجملہ حقوق اولاد کے ایک پلانا دودھ کا بھی اپنے کلام پاک میں ذکر فرمایا ہو جو ماں دودھ نہ پلائیگی تو ایک
ثلث حق اُس کا کم ہو جائیگا اور یہ بچے کے رونے سے تنگ نہ ہو یہ رونا اُس کے حق میں ذکر ہو (۳) یہ کہ اُس کا

نام اچھا رکھے اور جس نام میں بندہ ہونا اللہ کا نکلے وہ نام بہتر ہے جتنے اللہ کے اسماء حسنیٰ ہیں اُن کے ساتھ
لفظ عبد ملانے سے یہ بات حاصل ہوتی ہے یا پیغمبروں کے نام پر رکھے کیونکہ فرمایا ہے تَسَمَّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ
اور احب اسماء الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمٰن ہے اور جس نام میں غیر کا بندہ ہونا نکلتا ہے وہ نام شرک کا
ہوتا ہے جیسے عبد النبی یا عبد الرسول یا عبد الکعبہ و نحوہا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے آیۂ کریمہ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا
صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ میں کہا ہے کہ ایک قسم شرک کی شرک فی التسمیہ ہے جس طرح ہمارے زمانے میں
لوگ غلام فلاں و عبد فلاں نام رکھتے ہیں انتہیٰ میں کہتا ہوں غلام بمعنی فرزند و معنی طفل بھی آتا ہے لیکن ہندوستان
میں اس لفظ کو بمعنی عبد و مملوک استعمال کرتے ہیں اس بنیاد پر ایسا نام داخل شرک فی التسمیہ ہے مظنۂ شرک سے
بہر حال بچنا واجب ہے حاجت تاویل کی نہیں ہے بڑی خرابی دین میں اسی تاویل کے سبب سے آئی ہے حدیث
میں فرمایا ہے بڑا سچا نام حارث و ہمام ہے اور بہت برا نام حرب و مرہ اور بہت خوار نام شاہنشاہ ملک الاملاک امراء
و رؤساء و سلاطین کے نام غالباً ایسے ہوتے ہیں جو شرعاً حرام یا سوء ادب یا کفر یا شرک ٹھیرتے ہیں ایک
ادبار اسلام پر ان ناموں کے سبب سے آیا اور آخرت کا مواخذہ شدید علیحدہ قائم رہا انا اللہ الغرض جب
نام رکھے تو اچھا نام رکھے اور جو نام بد ہو تو اسکو بدل دے حضرت نے عاصیہ کا نام جمیلہ اور اخرم کا
نام زرعہ اور حزن کا نام سہل اور حرب کا نام سلم اور مضطجع کا نام منبعث رکھا تھا اور جو بچہ ناتمام پیدا ہو
اور آثار زندگی کے موجود ہوں تو اُس کا نام رکھے (۴) یہ کہ ساتویں دن تولد سے اس کا عقیقہ کرے
بیٹا ہو تو دو بکریاں اور بیٹی ہو تو ایک بکری ذبح کرے اور سر منڈائے اور نام رکھے حدیث میں آیا ہے کہ
كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ امام احمد نے کہا اس کے یہ معنے ہیں کہ جب تک اُس کا عقیقہ نہ ہوگا
تب تک وہ ماں باپ کی شفاعت کرنے سے محبوس ہے یعنی اگر طفلی میں بے عقیقہ مر گیا ہے تو شفیع والدین کا نہ ہوگا بعض نے کہا ہے کہ وہ محبوس ہے
خیرات و متعلقات و زیادت نشو و نما سے بہر برابر وزن موی کے چاندی صدقہ کرے اور اُس کے تالو میں شکر یا کھجور چبا کر مل دے یا شہد لگا دے
اس کو تحنیک کہتے ہیں اور بالوں کو زمین میں دفن کر دے ماں باپ دادا دادی کو کھانا لحم عقیقہ کا درست
ہے (۵) یہ کہ ساتویں دن یا تاخیر سے ختنہ کرے ہفت سال سے زیادہ دیر نہ کرے ختنہ کرنے میں
مخالفت ہے ساتھ یہود کے اور بجا لانا ہے سنت ابراہیمؑ کا یہ ختنہ کرنا شرعاً واجب ہے حدیث میں
ختنہ عورتوں کا بھی ذکر آیا ہے اس کا نفع یہ ہے کہ رنگ تازہ ہوتا ہے شہوت سست پڑتی ہے جماع میں لذت
زیادہ ملتی ہے شوہر چہرہ کو دوست رکھتا ہے لیکن یہ امر کچھ واجب نہیں ہے اور کہلانا اوپر مسکرات کا اطفال
کو وقت ختنے کے حرام ہے بلکہ اس حکم میں سب مرد عورت جوان بوڑھے برابر ہیں (۶) اولاد کو صحبت
بد میں بیٹھکر افعال و عادات بد کے سیکھنے سے بچائے اور جو کام خلاف شرع ہیں اُنسے اور مزید از نازو نعمت

وآرائش وپیرائش سے روکے اور تعلیم اور تعلم میں محاسن اخلاق ومکارم عادات واحکام نماز روزہ وزکوۃ وحج وغیرہ کے مصروف رکھے پہر کلمۂ طیبہ یاد کرائے پہر اسماء حسنیٰ پہر قرآن پڑہائے (۷) بے نمازنے نکاح حرام خوار بدخو بدکار بدخلق عورت کا دودھ نہ پلائے کہ دودھ کا اثر مولود میں ضرور آجاتا ہے مگر میسر آنا اس صفت کے مرضعہ کا اس زمانے میں سخت مشکل ہوگیا ہے (۸) جب غذا کہانے لگے تو لقمۂ حرام سے اسکو بچائے جو لڑکا شیر حرام وغذای حرام سے پرورش پاتا ہے ظلمت وخباثت اس حرام کی ضرورت اس کے دل کو تیرہ وتاریک کردیتی ہے پہر وہ جوان ہوکر فاسق فاجر بنجاتا ہے اور شہوت وفساد کا بندہ ہوجاتا ہے (۹) ماں باپ استاد کو لازم ہے کہ آداب کہانے پینے پہننے سونے کے سکھائیں اور بہت سے کہانے کو اسکی نظر میں معیوب کردکہائیں اور اوقات غیر طعام سے منع کریں اور اطفال بسیار خوار کے سامنے اسکی مذمت وسرزنش کیا کریں بہت بری صفت طفلی میں بہی زیادہ کہانا اور بے شرمی ہے (۱۰) لباس ریشمی اور رنگین اور زیور نہ پہنائیں مگر لڑکی کو اور جو اطفال ایسا لباس پہنتے ہوں انکی صحبت سے اسکو بچائیں کیونکہ صحبت بد سخت ہوتی ہے بعض بدبخت براد‌ر شیطان خود اپنی اولاد کو بنا سنوار کر بازاروں اور میلوں میں لے جاتے ہیں اور انکی اداے معشوقانہ سے خوش ہوتے ہیں اس حرکت بے برکت سے فساق کو حوصلۂ غلام کا پیدا ہوتا ہے اور وبال اس خرابی کا والدین کے ذمہ پر آتا ہے کہ اصل ضلالت انہیں سے نکلی ہے ہدایہ ونصاب الاحتساب میں پہننا چاندی سونے حریر کا اطفال کو حرام لکہا ہے گو طفل ان پاکٹوں پر گنہگار نہ ہو اور مواخذہ اسکا والدین سے ہوگا نہ اطفال سے کیونکہ وہ غیر مکلف اور احکام شرع سے جاہل ہوتے ہیں (۱۱) جب بچہ حد تعلیم کو پہنچے تو پہلے اسکو قرآن پڑہائے ناظرہ خوان بنائے پہر حفظ کرائے پہر ترجمۂ اردو پہر ترجمۂ فارسی پہر ترجمۂ عربی سکہائے جیسے موضح القرآن وفتح الرحمن وجلالین یا جامع البیان پہر رسائل عقائد سکہائے کہ سبب مقدم درستی عقیدے کی ہے یہ عقیدہ مطابق کتاب وسنت کے ہو نہ مطابق کلام اہل کلام کے پہر رسائل فقہ سنت پڑہائے نہ فقہ رای طریقۂ تعلیم کا وصیت نامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں بہت اچہا لکہا ہے اور اہل دین کے تجربہ میں آچکا ہے اور کتب فارسی میں پڑہانا کتاب گلستان بوستان ورسائل اخلاق وانشارات کا مناسب ہے اس لیے کہ فارسی بکار آمد امور معاش ہوتی ہے اور رسائل دینی اس لغت میں بہت ہیں لیکن ایسی کتابوں سے بچائے جنمیں کہانی قصے عشق وفسق کے لکہے ہیں جیسے بہار دانش مثنوی غنیمت ونحوہا معتدا اسکہانا لغت عرب کا اور استعمال کرانا اسکا اکثر احوال میں افضل ومقدم تر ہے اس لیے کہ یہ زبان ہمارے دین وایمان کی لغت ہے اور اللہ ورسول کا کلام بہی اسی لغت میں آیا ہے اور جنت میں یہی لغت بولی جائیگی اور عربیت نسب وعربیت حسب وعربیت زبان کی ہم لوگوں کا فخر ہے اور یہ مناسبت ہمکو اللہ ورسول کے

پہنچاتی ہو ص۵

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا		بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس ست	

پھر مطالعہ سے دواوین و غزلیات وغیرہ اشعار وابیات کے جنمیں ذکر خط وخال و غنج دلال و زلف و رخ معشوق و ہجر و وصال محبوب، وآہ وزاری عاشق کا ہو بچائے کیونکہ یہ شغل آخر کو سبب فسق و فحش کا ہو جاتا ہی اور عقل میں مرد و زن اِن کی اشتغال سے خلل آجاتا ہی عقل صحیح قلب سلیم طبع مستقیم باقی نہیں رہتی ہم نے اکثر شعرا اور بوستان خیال و فسانہ عجائب و نحو ہا پڑھنے والوں کو اسی طرح کا پایا یہ سب فنون داخل لہو الحدیث ہیں جسکی مذمت قرآن میں آئی ہے ایسی کتب کا بطور تفنن دیکھنا اُسوقت ہوسکتا ہی کہ پہلے انسان عاقل بالغ مہذب مؤدب خوش عقیدہ خوش عمل دور اندیش ہوجائے پھر وہ بھی بقدر نمک کے طعام میں نہ یہ کہ ایسے ہی خرافات کا رات دن شاغل ہو کر رہجائے اور بوستان خیال ہی کا رات دن گلگشت کیا کرے اور فسانہ عجائب ہی کا شیفتہ ہو کیونکہ انجام اسکا ہلاک دین اور سوء عاقبت ہو عیاذاً باللہ (۱۲) ہر روز بعد اوقات تعلیم کے ایک دو ساعت بچے لینے کی بھی فرصت دے تاکہ ذہن و ذکا میں تنگی نہ آئے اور بلادت و انقباض دامنگیر حال نہو بلکہ مزاج میں اعتدال باقی رہے اور تعطیل کی اُمید میں سبق کو جلد یاد کرلے اور ضیق طبع سے قوت نگاہ داشت کی باطل و زائل نہونے پائے بعض ناتجربہ کار رات دن کی مشقت لینے اور بہت سے سبق دینے کو موجب عجلت تعلیم سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اب جلد لڑ اُسکو سارے کمالات حاصل ہوجا ئینگے حالانکہ یہ بات نہیں ہی بلکہ اہل تجربہ نے تو یوں کہا ہی کہ طَلَبُ الْکُلِّ فَوْتُ الْکُلِّ دن بھر میں دو بار سبق دینا دو کتاب کا ہمراہ سلیقہ کے کفایت کرتا ہی اور طفل ذکی الطبع تو دو چار ہی بار میں اپنا سبق یاد کرلیتا ہی (۱۳) اولاد کو گالی بکنے فحش کہنے لعنت کرنے بہت باکرنے بہت تہہ کنے ہر بار دوڑ کر چلنے مکتب و مجلس میں بیٹھ کر ادہر ادھر دیکھنے سے منع کرے (۱۴) جو لوگ متقی معمر دیندار عالم درویش حق پرست ہوں اولاد کو اُنکی صحبت میں بھیجے اور ادب اُٹھنا بیٹھنا راہ چلنا اُن کا جواب دینا سکھائے بڑھے بوڑھے ہوں اور بزرگوں کی صحبت و مجالست میں اگر اولاد بنے گی نہیں تو بگڑیگی بھی نہیں کیونکہ صحبت نیک اپنا رنگ لاتی ہی اور صحبت بد کچھ اور ہی ڈھنگ دکھاتی ہی (۱۵) جب بچہ سات برس کا ہو تو اُس کو طریقہ طہارت د ادائے نماز پر لگائے ہرگز درگزر نکرے جن احکام شرعیہ ضروری کا اسکو محتاج سمجھے اُسکی تعلیم کرے اور ہمنشینی سے علماء دنیادار اور فقہاء روزگار اور فقراء ریاکار اور جملہ اہل بدعت و اشرار سے بچائے (۱۶) ہمیشہ روبرو اطفال کے حقارت و ذلت دنیا کی اور خوبی و ترجیح آخرت کی بیان کرے اور کہے کہ عقلمند وہ شخص ہوتا ہے جو دنیا سے زاد راہ آخرت لے اور عرض عرض فانی کے جوہر باقی کو اختیار کرے لیکن یہ وعظ نرے قول سے نہو بلکہ فعل کیساتھ ہو **حکایت**

ایک بزرگ نے کہا تھا کہ من دنیا را بازی دادم گفتند چگونہ گفت نان اینجا خوردم وکار آنجا کردم اَللّٰھُمَّ نَبِّأْ مَنْ دَعْوَۃُ الْآخِرَۃِ یعنی میں نے دنیا کو دہوکا دیا کہ روٹی یہاں کی کھائی اور کام وہاں کا کیا پس جو طفل اس وضع احتیاط کے ساتھ پرورش پائیگا تو وقت عاقل بالغ ہونے کے اس میں آثار رشد وہدایت کے اور عمارات برکات ظاہر وباطن کے عیاں ہوں گے اور صحبت نیک سے مانوس ہو کر صحبت اہل شر وفساد سے متنفر وگریزاں رہیگا اور بر خلاف اس کے خود سالی ہی سے صحبت بد میں رہیگا تو وہ جوانی میں شیطان کے کان کترے گا جس کی ابتدا بے شرمی وگالی وگلوج وفحش وبدزبانی ومکر وحرص وچوری ودروغگوئی ودوبازی وزینت لباس وسواری ولسانی وشعر خوانی وداستان سرائی وغیرہ اخلاق بد ہوتی ہے وہ سن بلوغ پر پہونچکر حق سے بیگانہ باطل واہل باطل کا یگانہ فساق کا ہمدم شیاطین کا نشانہ ہوجائیگا اس کے دل میں کسی کی نصیحت وموعظت اثر نہیں کریگی یا کم اثر کریگی تمام ہمت اس کی فسق وفجور ولہو ولعب آرائش جامہ وتن میں مصروف رہیگی آج کل اطفال اشراف کو دیکھو اکثر میں یہی عادات ذمیمہ موجود ہیں پھر اولاد واطراف کا کیا ذکر ہے حالانکہ وبال ان سارے امور کا نامۂ اعمال والدین میں لکھا جاتا ہے محبت ومشغولی ساتھ اولاد کے وہیں تک خوب ہے کہ جس سے دامن دین کو دہبا نہ لگے اور چشم ایمان پر کوئی داغ نہ آئے اور جب اولاد کو ایسا چاہا کہ آخرت کے گھر کو ڈہا دیا تو پھر اللہ ورسول دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھا کتاب فصل الخطاب میں جناب مرتضی سے نقل کیا ہے لَا تَجْعَلَنَّ اَکْثَرَ شُغْلِکَ بِاَھْلِکَ وَلَدِکَ فَاِنْ یَکُنْ اَھْلُکَ وَوَلَدُکَ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَوْلِیَائَہٗ وَاِنْ کَانَ اَھْلُکَ وَوَلَدُکَ مِنْ اَعْدَاءِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَا ھَمُّکَ بِاَعْدَاءِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ یعنی تو اپنے جورو بچوں میں بہت سا مشغول نرہ اگر وہ اللہ کے دوستدار ہوں گے تو اللہ اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتا ہے اور اگر وہ اللہ کے دشمن ہوں گے تو تجھکو اللہ کے دشمنوں سے کیا غرض ہے جو تو انکی فکر میں رہے بعض بدنصیبوں کو دیکھا ہے کہ اولاد کی فکر وغم میں اپنا دین تباہ کر دیتے ہیں کوئی انسے اگر دین کی بات کہتا ہے تو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہمکو لڑکے بالوں کی فکر سے ایسی فرصت کہاں ہے جو ہم شرع پر چلیں یا نماز روزہ اچھی طرح بجا لائیں معاذ اللہ یہ کلمہ صریح کفر ہے اللہ نے تو مال واولاد کو فقط دنیا کی زینت ٹھہرایا ہے نہ کار آمد آخرت اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اور یہ فرمایا ہے لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ اِنْتَھٰی کَلَامُ سَیِّدِی الْوَالِدِ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی

فصل بیان میں حقوق والدین ومرضعہ کے مطابق رسالہ

حقیقۃ الاسلام قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس اللہ روحہ آمین

اس رسالہ میں ہر چند کوئی امر زائد امور گذشتہ سے بیان حقوق میں مذکور نہیں ہے لیکن تقریر وبیان کے تفاوت سے یہی نفع متصور ہو سکتا ہے اس لیئے اس جگہ جستہ جستہ بعض مضمون غیر مکرر کا ترجمہ کیا جاتا ہے قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ دوسری قسم حقوق العباد کی اُن لوگوں کا حق ہے جو کہ مظہر ہیں بعض حقوق اللہ کے اور ظاہر میں واسطہ ایجاد پرورش و روزی رسانی و نجات کے ٹھیرے ہیں جیسے ماں باپ آقا دادی ظاہر میں اللہ تعالی انہیں کے توسط سے روزی پہنچاتا ہے یا پرورش کراتا ہے یا کسی طرح کا انعام مالی یا راحت بدنی یا عزت یا منفعت اِنکے توسط سے دیتا ہے اس لیئے بجا لانا اُنکے شکر کا واجب ہے حضرت نے فرمایا ہے مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ یعنی جس نے بندہ کا شکر نہ کیا اس نے اللہ کا شکر نہ کیا سو بندوں میں سب سے بڑا حق ماں باپ کا ہے کہ ان کے برابر کسی کا حق نہیں ہے ولہذا حضرت نے انکے عقوق کو کبائر میں ہمراہ شرک کے ذکر کیا ہے عقوق عبارت ہے ایذا دینے اور نافرمانی کرنے سے عق بتشدید بمعنی شق و قطع ہے عقوق ضد ہے بر و صلہ کی حدیث میں آیا ہے جس نے صبح کی اور وہ اللہ کا اور اپنے ماں باپ کا مطیع ہے تو کھولے جاتے ہیں واسطے اس کے دو دروازے بہشت کے اور اگر ایک ہے تو ایک دروازہ اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اپنے ماں باپ کی تو کھولے جاتے ہیں واسطے اسکے دروازے دوزخ کے اور اگر ایک ہے تو ایک دروازہ لوگوں نے کہا بھلا اگر ماں باپ ظلم کریں تین بار فرمایا گو ظلم کریں یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ماں باپ کا ظلم تحمل کرے اور انکے ظلم کرنے پر بھی نافرمانی سے پیش نہ آئے کیونکہ عاق ماں یا باپ کا یا دونوں کا لائق دوزخ کے ہو جاتا ہے اُس دن یہ عذر اُسکا سنا نہ جائیگا کہ میں نے عقوق انکا اس لیئے کیا تھا کہ وہ ظالم تھے اسی طرح ولد بار اور سدا مرحوم ہوگا حدیث میں آیا ہے نہیں نظر کرتا ہے کوئی ولد طرف اپنے والدین کے رحمت سے لیکن لکھتا ہے اللہ اس کے لیئے ہر نظر پر ایک حج مبرور پوچھا بھلا اگر ہر دن میں سو بار نظر کرے فرمایا ہاں اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَطْیَبُ رَوَاھُمَا الْبَیْہَقِیُّ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ یعنی اللہ کے سامنے سو بار نظر کرنے پر سو حج مبرور کا ثواب دینا کچھ بڑی بات نہیں ہے میں کہتا ہوں یہ اجر اُسوقت ملیگا جبکہ ماں باپ کو بنظر رحمت و محبت و الفت و شفقت و عظمت و حرمت و خدمت دیکھیگا اور اگر ماں باپ کی طرف سے دل میں بغض و دشمنی و کینہ و حسد بھرا ہوا ہے تو پھر یہ اجر ملنا خیریت ہے جہنم ملیا رہے اُسکی طرف اُسجگہ سے صبح و شام ایک یا دو دروازے کھولے جاتے ہیں اب ہر ولد اپنے دل میں خیال کرلے کہ میرا دیکھنا کس قسم میں داخل ہے مسئلہ نفقہ مادر و پدر و اجداد و جدات مفلس کا گو قدرت کمائی کی رکھتے ہوں فرزند آزاد عاقل بالغ پر کہ قدرت کسب کی رکھتا ہے واجب ہے اگرچہ

کافر و اہل ذمہ کیوں نہ ہو ں مسئلہ منجملہ حقوق والدین کے ایک یہ ہے کہ ماں باپ کے دوستوں کے ساتھ دوستی کرے اور مودت بجالائے مرآوصلہ سے اسی نحو رعایت مالی و خدمت بدنی حسن اخلاق ہے اسی طرح ماں باپ کے اخوان و اخوات و اعمام و عمات و اخوال و خالات اور انکی اولاد سے بھی صلہ بجالائے کہ یہ امر منجملہ حقوق والدین کے ہے پھر جو کوئی جسقدر نسب میں قریب تر ہے وہ اتنا ہی حق میں زیادہ ہے قرآن کریم میں کئی جگہ ذکر ذی القربیٰ کا فرمایا ہے اور کہا ہے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ یعنی رشتہ دار کا حق دے لہٰذا ہر غنی پر نفقہ ہر ذی رحم محرم کا اگرچہ وہ فقیر اور غیر قادر علی الکسب ہو واجب آتا ہے بشرطیکہ مسلمان ہو قَالَ تَعَالٰی وَعَلَی الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِکَ جیسے نفقہ کرنا اس پر واجب ہے مثل نفقہ اولاد کے اسی طرح جو شخص کسی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو جائے گا تو وہ بمجرد مالک ہونے کے آزاد ہو جاتا ہے اگرچہ کافر ہو یہ مضمون حدیث میں آیا ہے احمد و ابو داؤد و حاکم نے اسکو سمرہ سے روایت کیا ہے ان منجملہ اقارب کے جو کوئی محرم نہیں ہوا اسکا نفقہ بھی واجب نہیں ہوتا ہے لیکن صلہ اسکا واجب ہے اور قطع رحم حرام اور ناموافقت غیر جائز ہے بطریق تخریج صحیحین میں جبیر بن مطعم سے رفعاً آیا ہے کہ قاطع رحم بہشت میں نجائیگا عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جس قوم میں ایک شخص بھی قاطع رحم ہوتا ہے اس قوم پر رحمت خدا کی نازل نہیں ہوتی ہے غرضکہ وجوب صلہ رحم و حرمت قطع میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اسی لیئے ہر شخص پر لازم ہے کہ اپنے نسب سے خبردار رہے تاکہ صلہ رحم کر سکے و قطع رحم سے بچے حدیث سعید بن عباس میں فرمایا ہے کہ حق بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر مثل باپ کے حق کے ہے بیٹے پر رواہ البیہقی اور قرآن پاک میں قاطع رحم پر لعنت آئی ہے اور اسکو اندھا ٹھیرایا ہے امام احمد نے جواز لعن یزید پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے اس لیئے کہ وہ قاطع رحم تھا مسئلہ اگر منجملہ دو قریب کے ایک قریب دوسرے قریب سے بدسلوکی کرے اور قطع رحم فرمائے تو دوسرے کو لازم ہے کہ وہ قطع نکرے وبال قطع کا قاطع پر جاتا اور برکات صلہ رحم کے واصل پر عائد ہونگی ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا		اگر مردی احسن الی من اسا	

حدیث ابن عمرو میں فرمایا ہے لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَھَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ انس رفعاً کہتے ہیں جسکو یہ بات محبوب ہو کہ اس کے رزق میں کشایش ہو اور اس کے اثر میں تاخیر یعنی اس کی عمر بڑھے تو اس کو چاہیئے کہ وہ صلہ رحم کیا کرے متفق علیہ ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یوں ہے تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِکُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِہٖ اَرْحَامَکُمْ فَاِنَّ صِلَۃَ الرَّحِمِ

مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قاطع رحم کو علاوہ عذاب آخرت کے
دنیا میں بھی وبال لاحق حال ہو جاتا ہے حدیث ابوبکرہ میں آیا ہے مَا مِنْ ذَنْبٍ أَحْرَى أَنْ يُعَجِّلَ لِصَا
حِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَأَبُو دَاوُدَ **مسئلہ** ماں باپ کے حقوق سے حق مرضعہ کا بھی ملتحق ہے کیونکہ جو چیز نسب سے حرام ہو
وہ رضاع سے بھی حرام ہے جیسے دو خواہر حقیقی کا نکاح میں جمع کرنا کہ رضاعا بھی مثل نسب کے حرام ہو
تاکہ قطع رحم نہو حدیث ابو الطفیل میں آیا ہے کہ حضرت اپنی چادر واسطے مرضعہ کے بچھا دیتے تھے اور
اُس پر اُسکو بٹھالتے میں کہتا ہوں کہ جب مجازی ماں کا یہ حق ہے کہ اُس کی تعظیم کرے اور حسن سلوک سے
پیش آئے تو حقیقی ماں بالاولی ہر خدمت و اطاعت کی مستحق ہو گی انتہی کلام قاضی رہ فتح البیان میں
زیر آیہ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا الآية لکھا ہے مَعْنَى الْآيَةِ التَّوْصِيَةُ لِلْإِنْسَانِ بِوَالِدَيْهِ
بِالْبِرِّ لَهُمَا وَالْعَطْفِ عَلَيْهِمَا وَالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمَا بِكُلِّ مَا يُمْكِنُهُ مِنْ وُجُوهِ الْإِحْسَانِ
فَيَشْمَلُ ذٰلِكَ إِعْطَاءَ الْمَالِ وَالْخِدْمَةِ وَلِينَ الْقَوْلِ وَعَدَمِ الْمُخَالَفَةِ لَهُمَا وَغَيْرِ ذٰلِكَ
اور زیر آیہ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ لکھا ہے قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ صَلَّى الصَّلَوَاتِ
الْخَمْسَ فَقَدْ شَكَرَ اللّٰهَ وَمَنْ دَعَا لِلْوَالِدَيْنِ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَقَدْ شَكَرَ
الْوَالِدَيْنِ انتہی ابن کثیر نے زیر آیہ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا لکھا ہے لِأَنَّ الْوَالِدَيْنِ
هُمَا سَبَبُ وُجُودِ الْإِنْسَانِ وَلَهُمَا إِلَيْهِ غَايَةُ الْإِحْسَانِ فَالْوَالِدُ بِالْإِنْفَاقِ وَالْوَالِدَةُ
بِالْإِشْفَاقِ

خاتمہ بیان میں نفقات کے

نفقہ زوجہ کا زوج پہ واجب ہے اِس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واجب فرمایا ہے **قال تعالیٰ**
وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ موزعی نے اپنی تفسیر میں اس آیت کی دلالت کو مطلوب پر مقرر
رکھا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلعم نے ہند بنت عتبہ کو اذن دیا کہ وہ اپنے شوہر ابوسفیان
کے مال میں سے بقدر اپنی کفایت اور اولاد کی کفایت کے لیے لے لے یہ حدیث صحیحین وغیرہا میں ہے اسی طرح
نفقہ مطلقہ رجعی کا واجب ہے نہ بائن کا اور عدت وفات میں نہ نفقہ ہے نہ سکنی مگر یہ کہ وہ معتدہ بائنہ
حامل ہوں اس جگہ مطلب ہمارا نفقہ والدین سے ہے تو والد آسودہ حال پر نفقہ ولد تنگدست کا اور بالعکس
واجب ہے بدلیل حدیث ہند مذکورہ اور بالعکس کی دلیل یہ آیت ہے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا

وقولہ بالوالدین احسانًا وقولہ صلعم أنتَ ومالُكَ لِأبِيكَ أخرجَهُ أحمدُ وغيرُہ

اور یہ بات معلوم ہے کہ اگر ماں باپ بھوک سے مرجائیں اور اولاد عیش رغید میں ہو تو یہ نہ کوئی احسان ہی ساتھ ان کے اور نہ مصاحبت بالمعروف اور مملوک کا نفقہ سید میں ہو تو یہ نہ کوئی احسان ہے ساتھ ان کے اور نہ مصاحبت بالمعروف اور مملوک کا نفقہ سید پر ہے اور قریب کا نفقہ قریب پر کچھ واجب نہیں ہے بلکہ باب صلۂ رحم سے ہے اس لیئے کہ کوئی دلیل تخصیص نفقۂ قریب پر نہیں آئی ہے یہی احادیث صلۂ رحم کی آئی ہیں اور یہ عام ہیں اور رحم محتاج نفقہ احق ارحام بالصلہ ہے اور اللہ نے فرمایا ہے لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا تھا کہ میں کس کے ساتھ احسان کروں فرمایا ماں باپ بہن بھائی غلام جو تیرے پاس رہتا ہے ذٰلِكَ حَقٌّ وَاجِبٌ وَرَحِمٌ مَوْصُولَةٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ اور جس کا نفقہ واجب ہے اس کا کپڑا اور سکنی بھی واجب ہے آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ سے یہی مستفاد ہوتا ہے الغرض واجب النفقہ لوگ حق میں انسان مسلم کے ایک ماں ہے دوسرے باپ تیسرے بہن چوتھے بھائی پانچویں بی بی چھٹے اولاد ساتویں لونڈی غلام باقی رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحم ہے نہ وجوب نفقہ آج آخر ماہ جمادی الاولی ۱۳۰۵ھ ہجری روز شنبہ کو یہ رسالہ چار دن میں بعنایتہ بحمدہ تعالیٰ تمام ہوا ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ ۔

[illegible]

نکالا بخاری اور مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَوْفِرُوا اللِّحَى کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخالفت کرو مشرکین کی پر کرو داڑھیوں کو اور مونڈو موچھوں کو وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِي رِوَايَةٍ انْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللِّحَى مَعْنَى أَوْفِرُوا أَكْثِرُوا وَاحْفُوا أَيْ بَالِغُوا فِي جَزِّهَا وَانْهَكُوا أَيْ بَالِغُوا أَوْفِرُوا أَكْثِرُوا وَاحْفُوا أَيْ بَالِغُوا فِي جَزِّهَا وَانْهَكُوا أَيْ بَالِغُوا فِي قَصِّهَا کے ہیں مبالغہ کرو اس کے مونڈنے میں ۔ وانھکوا یعنے مبالغہ کرو اس کے کاٹنے میں اور مراد مخالفت سے یہ ہے وَالْمُرَادُ بِالْمُخَالَفَةِ إِنَّهُمْ يَقُصُّونَ اللِّحَى وَيَتْرُكُونَ الشَّوَارِبَ حَتَّى کہ تحقیق وہ لوگ کاٹتے ہیں داڑھیوں کو اور چھوڑتے ہیں موچھوں کو یہاں تک کہ دراز ہو

اور ایک روایت میں ہے انھکوا الشوارب واعفوا اللحی معنی اوفروا کے ہیں پُر کرو اور احفوا

بِطُولِ وَالْأَمْرُ يُفِيدُ الْوُجُوبَ ۔ أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ
اور تم اے میرے بھائیو رحم کرے تم پر اللہ بڑے کرو تم داڑھیوں کو اور مونڈو مونچھوں کو اور امر فائدہ دیتا
عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ
ہے وجوب کا اور نکالا مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وَأَرْخُوا اللِّحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ وَمَعْنَى جُزُّوا قُصُّوا وَمَعْنَى أَرْخُوا اتْرُكُوهَا
وآلہ وسلم نے مونڈو مونچھوں کو اور چھوڑ دو داڑھیوں کو مخالفت کرو مجوس کی ارخوا کا معنے ہے
وَلَا تَتَعَرَّضُوا لَهَا بِتَغْيِيرٍ ۔ وَأَخْرَجَ ابْنُ حِبَّانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ
چھوڑ دو اس کو اور نہ پیش لاؤ اس کے لیے ساتھ بدل ڈالنے کے اور نکالا ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ
عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرۃ اسلام سے ہے لینا مونچھ کا اور بڑا کرنا
أَخْذُ الشَّارِبِ وَإِعْفَاءُ اللِّحَى فَإِنَّ الْمَجُوسَ تُعْفِي شَوَارِبَهَا وَتُحْفِي لِحَاهَا
داڑھیوں کا پس تحقیق مجوس بڑا کرتے ہیں اپنی مونچھوں کو اور مونڈتے ہیں اپنی داڑھیوں کو
فَخَالِفُوهُمْ خُذُوا شَوَارِبَكُمْ وَاعْفُوا لِحَاكُمْ ۔ وَأَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
پس مخالفت کرو تم ان کی لو اپنی مونچھوں کو اور بڑا کرو اپنی داڑھیوں کو اور روایت کیا مسلم نے ابوہریرہ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمَجُوسَ
رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفت کرو مجوس کی اس لیے کہ
لِأَنَّهُمْ كَانُوا يُقَصِّرُونَ لِحَاهُمْ وَيُطِيلُونَ الشَّوَارِبَ ۔ وَأَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنْ
تحقیق تھے وہ کم کرتے اپنی داڑھیوں کو اور دراز کرتے تھے مونچھوں کو اور نکالا بزار نے انس
أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا
رضی اللہ عنہ سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مخالفت کرو مجوس کی
الْمَجُوسَ خُذُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللِّحَى ۔ وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ
لو مونچھیں اور بڑا کرو داڑھیاں اور نکالا ابی شیبہ نے عبید اللہ بن عبد اللہ عتبہ سے کہا آیا ایک
عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمَجُوسِ إِلَى
مرد مجوس سے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور تحقیق مونڈی اس نے
رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَلَقَ لِحْيَتَهُ وَأَطَالَ شَارِبَهُ
اپنی داڑھی اور دراز کیں اس نے اپنی مونچھیں ۔ پس فرمایا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے